۲۳ / وفا ۱۳۴۴ ھش | ۲۹ / ربیع الاول ۱۳۸۵ھ | ۲۹ / جولائی ۱۹۶۵ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۷ / جولائی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۲۴ / جولائی بوقت ۹ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل حضور کو ضعف کی تکلیف رہی اس وقت طبیعت بہتر ہے۔

قادیان ۲۷ / جولائی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔

قادیان ۲۷ / جولائی۔ کل بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے لوکل انجمن احمدیہ کا ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ نزیل قادیان نے کانپور میں منعقد ہونے والی ڈسٹرکٹ کانفرنس کے ایمان افروز کوائف سنائے اور متعلقہ تفصیلات بڑے دلچسپ انداز میں بیان کیں۔ آپ نے بتایا کہ باوجود پہلی کانفرنس ہونے کے بفضلہ تعالیٰ ہر طرح کامیاب رہی الحمد للہ۔ آپکی یہ دلچسپ اور ایمان افزا تقریر سوا گیارہ بجے تک جاری رہی۔ جسے حاضر الوقت جملہ درویشان نے بڑی توجہ اور انہماک سے سنا۔ اللہ تعالیٰ اسکے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

(کانفرنس کی مفصل رپورٹ آئندہ اشاعت میں)

یوم رحمۃ للعالمین کے موقعہ پر

جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن کی طرف سے کامیاب تبلیغ

مجلس تعمیر ملت کے تحریری انعامی مقابلہ میں جامعہ احمدیہ قادیان کا طالب علم اوّل قرار دیا گیا

(از مکرم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم حیدرآباد)

”مجلس تعمیر ملت“ حیدرآباد (جو غیر از جماعت دوستوں کی مجلس ہے) کی طرف سے چودہ سال سے میلاد النبیؐ کی تقریب بصورت جلسہ عام منائی جاتی ہے چنانچہ امسال بھی مورخہ ۱۲ / جولائی کو بڑے وسیع پیمانہ پر اسی مجلس کے زیر اہتمام ایک شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں اندازاً ایک لاکھ کے قریب مسلمان مرد و زن شریک ہوئے۔

اسی مجلس کی طرف سے ہر سال مقررہ مختلف عنوانات پر تحریری انعامی مقابلہ بھی کرایا جاتا ہے۔ اور ہندوستان کے مختلف کالجوں اور ہائی سکولوں کے طلباء اس تحریری انعامی مقابلہ میں شریک ہوتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ گذشتہ پانچ چھ سال کم و بیش اکثر اوقات جامعہ احمدیہ قادیان کے طلباء کے تحریر کردہ مضامین اس انعامی مقابلہ میں امتیازی پوزیشن حاصل کرتے چلے آتے ہیں اس دفعہ بھی کالج گروپ کے لئے مقررہ عنوانات پر تحریری مقابلہ میں جامعہ احمدیہ قادیان ہی کا ایک احمدی طالب علم اوّل قرار دیا گیا۔ چنانچہ اس عظیم اجتماع میں جونہی سٹیج سے عزیزم مرزا غور احمد صاحب الور متعلم عربک کالج (جامعہ احمدیہ) قادیان کا نام بلند آواز سے پکارا گیا اور یہ اعلان ہوا کہ اسی طالب علم کو اوّل انعام کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ تو اس اجتماع میں موجود ہر ایک احمدی کا چہرہ مسرت اور شادمانی سے تمتما اٹھا اور اس کا دل تشکر الٰہی کے جذبات سے لبریز ہو گیا اور ہر ایک احمدی نے جامعہ احمدیہ اور اس کے طالب علم کو دلی مبارکباد دی۔ اللّٰھم زد فزد۔

خوشی کی بات ہے کہ اب تک ”مجلس تعمیر ملت“ نے ہر قسم کے فرقہ وارانہ گروہ بندی خیالات سے بالا ہو کر اپنی سرگرمیاں جاری رکھی ہوئی ہیں۔ چنانچہ ایسے قادیان کے احمدی طلباء کو انعامات کا مستحق ٹھہرانا ہی اس بات کی شہادت ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ احمدی مقرر کو اس سٹیج پر مخاطب کرنے کا موقعہ ابھی تک نہیں دیا!!

چونکہ سال میں ایک ہی دفعہ یہاں کے مسلمان اتنی کثیر تعداد میں ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ تقریب بھی ہمارے لئے تبلیغ کا ایک بہترین موقعہ بہم پہنچا دیتی ہے۔ چنانچہ پچھلے سالوں کی طرح اس سال بھی جماعت احمدیہ حیدرآباد کی طرف سے اس موقعہ کے مناسب حال ٹریکٹ شائع کئے جانے کا فیصلہ کیا گیا۔ خاکسار نے ”افضل الانبیاء“ کے موضوع پر ایک دو ورقہ ٹریکٹ مرتب کیا۔ جسے ہزاروں کی تعداد میں طبع کرایا گیا۔ جس کے جملہ اخراجات محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد نے ذاتی طور پر برداشت کئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

حسب پروگرام مجلس خدام الاحمدیہ کے قریباً تیس مستعد نوجوان اس ٹریکٹ کی تقسیم کے لئے مامور تھے۔ جونہی جلسہ برخواست ہوا سب خدام یہ ٹریکٹ لئے جلسہ گاہ کے باہر پھیل گئے۔ اور بڑے سلیقے اور خوش اسلوبی سے تمام حاضرین جلسہ کو ٹریکٹ پہنچانے کا فریضہ سر انجام دینے لگے۔ اس سب کام کی نگرانی مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ مکرم قائد مجلس خدام الاحمدیہ اور خاکسار کرتے رہے۔ یقیناً یہ نظارہ ہم سب کے لئے بڑا ہی مسرت انگیز اور اطمینان بخش تھا کہ جلسہ گاہ سے نکلنے والے ہر شخص کے ہاتھ میں یہ روحانی تحفہ تھا اور اکثر دوست اس ٹریکٹ کا مطالعہ کرتے جا رہے تھے!! البتہ بعض متعصب قسم کے ایسے افراد بھی تھے جو جماعت احمدیہ کا نام پڑھتے ہی ٹریکٹ کو پھاڑ کر پھینک دیتے۔ اپنی اس خفگی اور غصہ کی حالت میں اس بات کو بھول جاتے رہے کہ اس ٹریکٹ میں تو کلام پاک کی متعدد آیات بھی مندرج ہیں۔ بایں ہمہ سنجیدہ طبقہ نے بڑی خندہ پیشانی اور شکریہ کے ساتھ اس روحانی تحفہ کو قبول فرمایا۔ اور بغور مطالعہ بھی کیا۔

جلسہ میں مستورات کے لئے پردہ کا خاص اہتمام تھا۔ خاکسار نے احمدی مستورات کے ذریعہ اس ٹریکٹ کو جلسہ گاہ کے زنانہ حصہ میں تقسیم کرنے کا انتظام کیا۔ چنانچہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ حیدرآباد کی رپورٹ کے مطابق محترمہ جنرل سیکرٹری صاحبہ لجنہ کی نگرانی میں حاضر الوقت جملہ مستورات تک بھی یہ تحفہ پہنچا دیا گیا۔ جزاھن اللہ تعالیٰ۔ اس جلسہ سے متعلق دو باتیں خاص قابل ذکر اور باعث مسرت رہیں۔ اوّل یہ کہ انعامات کی تقسیم شری برہمانند ریڈی وزیر اعلیٰ آندھرا پردیش فرما رہے تھے۔ جب پہلا شخص انعام لینے کے لئے سٹیج پر آیا اور انعام حاصل کیا تو سارے مجمع نے تالی بجانا شروع کیا۔ لیکن اسی وقت سٹیج سے اعلان کیا گیا کہ تالی بجانا اسلام میں منع ہے۔ اور کوئی تالی نہ بجائے! اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اسلام کی ہدایت بالائے طاق رکھتے ہوئے مسلم عوام بھی ایسے موقعوں پر تالی بجانے لگ جاتے ہیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے اپنی جماعت کو تالی بجانے سے سختی سے منع فرمایا ہوا ہے۔ چنانچہ احمدی احباب اس کا التزام کرتے ہیں۔ شکر ہے کہ اب ان لوگوں کو بھی اسلامی تعلیم اور اسلامی تعلیم و روایت پر عمل کرنے کی توفیق ملی۔

اسی طرح جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۲۸ء میں اپنی جماعت کو یہ ہدایت فرمائی کہ جلسہ سیرت النبی صلعم میں غیر مسلموں کو بھی (باقی صفحہ ۱۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۶۵ء

افریقہ میں اسلام کی مقبولیت

بیرونی ممالک میں ایک منظم تنظیم کے تحت تبلیغ اسلام کا کام جس خوش اسلوبی اور کامیابی کے ساتھ احمدیہ جماعت کی طرف سے سرانجام دیا جا رہا ہے وہ بلاشبہ نہایت شاندار اور بے نظیر ہے۔ اس سلسلہ میں اپنے اور بیگانے جماعت کی ان نمایاں خدمات پر داد تحسین ادا کر چکے ہیں۔ ان شاندار تبلیغی مساعی کا ہی نتیجہ ہے کہ اس برگزیدہ جماعت کے ممبران دنیا کے سب مہذب ممالک میں موجود ہیں۔ اور جماعت کی اس عالمگیر وسعت ہی کا نتیجہ ہے کہ آج اس مقدس جماعت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔

منجملہ دنیا کے دیگر براعظموں میں جماعت کی طرف سے جاری شدہ تبلیغی مہمات کے براعظم افریقہ میں جماعت کی کامیاب تبلیغی جد و جہد تو بہت ہی نمایاں اور بے نظیر ہے جس کے بارہ میں خود عیسائی محققین نے متعدد بار اعتراف کیا ہے۔ ان وسیع اور واضح مساعی کے پیش نظر یہ ایک حقیقت ہے کہ آج جو شخص بھی "افریقہ میں اسلام" کے موضوع پر کچھ لکھنا چاہے نا ممکن ہے کہ وہ احمدیہ جماعت کے اس امتیازی کردار کو نظر انداز کر دے۔ مگر تعصب کا کہ اس کے سبب بعض اوقات ایک واضح حقیقت بھی انسان کی نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔ اس کی ایک تازہ مثال اخبار الجمعیۃ دہلی میں شائع ہونے والے ایک ایسے ہی مضمون میں ملتی ہے۔ جو "سیاہ فام افریقہ میں اسلام کی روشنی" کے عنوان سے سنڈے ایڈیشن میں شائع ہوا۔ زیر نظر مضمون میں اس بات کے [illegible] کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ براعظم [illegible] میں اول اول اسلام کی روشنی [illegible] افریقہ پہنچی اور ساتھ ہی بتایا ہے کہ مغربی اقوام [illegible] کے وقت یہ خطۂ زمین بھی ان [illegible] سے بچ نہیں سکا۔ بلکہ ان کے اثر و نفوذ [illegible] مسیح کو پھیلانے میں کسی طرح کمی نہیں کی۔ اور یہ [illegible] وقت افریقی مسلمانوں پر بڑا کٹھن رہا مگر نہ جانے مضمون نگار نے اس اہم حصہ کو کیوں نظر انداز کر دیا گیا جس میں براعظم افریقہ کی تاریخ اس [illegible] پر واضح روشنی ڈالتی ہے کہ کس طرح اس جگہ سے مسیحیت کے مضبوط قدم اکھڑ گئے اور کس خدائی قوت نے اس [illegible] سیلاب کے سامنے ایک مضبوط بند لگا دیا [illegible] ہوئے طوفان کا رُخ پیچھے کی طرف مڑ گیا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس شق پر روشنی ڈالے بغیر مضمون نا تمام اور ادھورا سا رہ جاتا ہے۔ بالخصوص جبکہ افریقہ میں اس وقت کے اصل حالات سے خود ہی پردہ اُٹھاتے ہوئے اپنے ذاتی مشاہدات اور تاثرات کا ان الفاظ میں ذکر کرتے ہیں:-

"دولت عثمانیہ ترکیہ کے زوال پر یورپ کے بحری قزاق افریقہ کی ہر مسلم آبادی پر ٹوٹ پڑے اور زنجبار سے لے کر مراکش صومالیہ مصر اور مصر سے لے کر افریقہ کے مشرقی اور شمالی علاقوں پر قابض ہو کر اس کے اندرونی علاقوں میں اپنے اپنے تجربہ کار محققین کا ایک لشکر بھیج دیا۔ اس سے قبل مغربی اور جنوبی سواحل پر پہلے ہی وہ قابض ہو چکے تھے"

اسی طرح اپنے ذاتی مشاہدات و تاثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"ساری دنیا کے مسلمان سوئے پڑے رہے اور عیسائی مشنری نہایت تیزی، پھرتی اور انہماک سے اپنا کام کرتے رہے اس سلسلہ میں اخبارات میں شور مچا۔ مجھے اپنے بچپن کا وہ واقعہ خوب اچھی طرح یاد ہے جبکہ جنگ عظیم کے ختم ہونے کے بعد ۲۴-۱۹۱۹ء کے دوران ہندوستان کے سارے اخبارات میں شور اٹھا کرتا تھا کہ سارے افریقہ کی مسلم آبادی بالخصوص سیاہ فام مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی مہم یورپین اقوام نے جن میں برطانیہ کو سبقت حاصل ہے بڑے شد و مد سے چلا رکھی ہے۔ لہذا مسلم ممالک اور ہندوستان کے علماء سے مخصوصاً التجائیں کی جاتی رہیں کہ وہ مبلغین اسلام افریقہ کے علاقوں میں بھیج کر مسلمانوں کو مرتد ہونے سے بچائیں۔ ہمدم نامی اخبار جو ہمارے یہاں آتا تھا اس میں تو ہر ہفتہ ایک نہ ایک خبر ضرور شائع ہوتی رہتی تھی۔ لیکن اس وقت ہندوستان کا مسلمان یا تو

" جان بیٹا خلافت پہ دے دو"

کے گیت گا کر خوش ہو لیتا تھا یا پھر سلطان روم کی جانب تکتا تھا جہاں ترکی میں یہ مقدس مجسمہ تو کان احرار کے باتھوں مسمار ہو رہا تھا۔ بالآخر یہ افسانہ بھی ۲۹ر اکتوبر ۱۹۲۳ء کو سلطان روم کی معزولی کے ساتھ ختم ہو گیا۔"

(الجمعیۃ دہلی ۱۸/۷/۶۵)

جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ الجمعیۃ کے مضمون نگار نے اپنے مضمون میں اس حصہ پر روشنی کبھی نہیں ڈالی۔ کہ افریقی مسلمانوں کی اُن التجاؤں پر اسلامی ممالک نے کس حد تک توجہ دی یا ہندوستان کے کون کون سے علماء نے اپنے مسلمان بھائیوں کو مرتد ہونے سے بچانے کے لئے براعظم افریقہ کا رُخ کیا۔ !! واقعات اس امر پر شاہد ہیں کہ مسیحیت کی اس یلغار کے وقت نہ تو اسلامی مملکتوں نے اس طرف توجہ دی اور نہ ہی ہندوستانی علماء کو توفیق ملی کہ وہ افریقی مسلمانوں کی مدد کو پہنچے۔ یہ شرف خدا نے احمدیہ جماعت کو عطا فرمائے اور وہ لوگ جو نام کی خلافت کے حق میں بقول مضمون نگار اس طرح کے گیت گایا کرتے تھے کہ

جان بیٹا خلافت پہ دے دو

ان لوگوں کے سامنے نہ کوئی حقیقی خلافت تھی اور نہ اس کے ساتھ وابستگی اُن کے اندر وہ قوت عمل پیدا کر سکی جس کے نتیجہ میں اسلام کو تقویت حاصل ہوتی ہے اور اسلام پر کئے جا رہے حملوں کا تسلی بخش جواب ملتا ہے !!

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح بناوٹ کے پھولوں سے خوشبو نہیں آ سکتی اسی طرح انسانوں کی بنائی ہوئی خلافت بھی اپنے اندر کچھ اثر نہیں رکھتی۔ مسیحی یلغار کا مقابلہ کرنا کچھ آسان کام نہ تھا لیکن جب خدا تعالیٰ کی قدرت نے اس عظیم فتنہ کی روک تھام کا ارادہ کر لیا تو ایسے مرد کو بھی اُس نے کھڑا کر دیا جس کی کوشش اور ہمت سے مسیحی حملہ آوروں کو پسپا ہونا پڑا۔ احادیث میں آخری زمانہ میں خلافت علیٰ منہاج نبوت کے قیام کی خبر دی گئی ہے اور مسیح موعود کو کاسر صلیب قرار دیا گیا ہے یعنی آنے والا ایک طرف حضور کا نائب ہوگا تو دوسری طرف صلیبی فتنہ کا قلع قمع کرنے والا ہوگا چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے مقدس مسیح موعود کو بھیجا اور اُسے دلائل اور براہین کے اسلحہ سے مسلح فرمایا جس کے مقابلہ میں مسیحیت کے تمام ہتھیار کند ہو گئے۔ اور آج یہ بات ایک حقیقت بن کر سب کے سامنے ہے کہ بڑے بڑے پادری بھی آج احمدی مبلغین کے مقابل پر آنے کی جرأت نہیں کرتے۔

افریقہ کے قابل امداد مسلمانوں کی التجاؤں پر نہ ترکی کی خلافت مدد کے لئے پہنچ سکی اور نہ ہی ہندوستان کے علماء نے توجہ کی۔ ہاں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے برحق خلیفہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کو توفیق عطا فرمائی۔ کہ آپ نے بروقت اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کے لئے احمدی مبلغین کو بھیجا۔ یہ ۱۹۲۱ء ہی کا زمانہ تھا جب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے افریقہ میں احمدیہ مسلم مشن کھولے جانے کی مہم کا آغاز فرمایا۔ اور آج اس پر پینتیس سال کا لمبا زمانہ گزر رہا ہے جس کا ایک ایک سال فتح مندی اور کامرانی کے سامان ساتھ لایا۔ چنانچہ اس وقت اعداد و شمار کے لحاظ سے جماعت احمدیہ کی طرف مغربی افریقہ میں ترقی کا جائزہ یوں لیا جا سکتا ہے کہ غانا میں ۲۴۷ تبلیغی مراکز ہیں۔ سیرالیون میں ۴۴۔ نائیجیریا میں ۳۸ مراکز ہیں۔ اسی طرح غانا میں ۱۵۱ مساجد تعمیر کی جا چکی ہیں۔ اور جماعت کے ۱۲ سکول چل رہے ہیں۔ نائیجیریا میں ۱۰ اور سیرالیون میں ۱۴ سکول ہیں۔

اسی طرح مشرقی افریقہ میں بھی تبلیغی مراکز دار السلام نیروبی میں ہیں۔ وہاں بھی کثیر صرف سے جماعت احمدیہ اب تک ۲۰ مساجد تعمیر کرا چکی ہے۔

الغرض یہ احمدی مجاہدین کی کامیاب مساعی کا نتیجہ تھا کہ مشہور رسالہ لائف (Life) نے اسباب کا صاف اقرار کیا کہ

مغربی افریقہ کے بعض علاقوں میں جہاں عیسائی منّاد اور اسلامی مبلغ مقابلہ کر رہے ہیں عیسائیت میں داخل ہونے والے ایک شخص کے مقابل پر اسلام میں دس افراد داخل ہوتے ہیں۔

(لائف ۸ر اگست ۱۹۵۵ء)

اسی طرح افریقہ میں عیسائیوں کے مشہور منّاد (Rev Lyndon P Harries) نے احمدیہ جماعت [illegible] کے مبلغین کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے

احمدی مبلغین دوسرے معاصرین کے مقابل پر اپنے مذہب کے زیادہ اچھے مناظر ہیں اور اسلامی تبلیغ کے میدان میں بہت مؤثر کارروائی کرنے والے ہیں۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

قوموں کی زندگی آئندہ نسلوں کی صحیح تربیت پر مبنی ہوتی ہے

ہمارے تمام کام تربیت سے وابستہ ہیں۔ ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس کی طرف خاص توجہ دے

احمدی والدین کو چاہیے کہ وہ اپنے بچوں کو شروع سے اسلامی رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کریں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۱ ستمبر ۱۹۵۱ء بمقام ربوہ

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

قومی زندگی

اقوام کی آئندہ نسلوں پر مبنی ہوتی ہے۔ اگر ان کی آئندہ نسلیں ٹھیک ہوں تو وہ زندہ رہتی ہیں لیکن اگر ان کی آئندہ نسلیں کمزور ہو جائیں تو وہ مر جاتی ہیں۔ ابتدائی زمانہ میں لوگ سوچ سمجھ کر کسی مذہب کو قبول کرتے ہیں۔ ان کے اندر خاص جوش ہوتا ہے ان کی مخالفتیں ہوتی ہیں۔ اور مخالفتیں ان کے جوش کو اور بھی بڑھا دیتی ہیں۔ لیکن جو بچے بعد میں پیدا ہوتے ہیں انہوں نے سوچ سمجھ کر کسی مذہب کو قبول نہیں کیا ہوتا۔ انہیں ایمان ورثہ کے طور پر ملتا ہے بوجہ اس کے کہ ان کے ماں باپ بہن بھائی اور دوسرے رشتہ دار صداقت کے قبول کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو مذہب میں نیا داخل ہونے والا نہیں سمجھتے نہ وہ اپنے آپ کو

ورثہ کے طور پر

اس مذہب کو قبول کرنے والا سمجھتے ہیں۔ ان کی مخالفتیں کم ہوتی ہیں۔ ان کو بچانے والے ان کے ماں باپ بہن بھائی اور دوسرے رشتہ دار ہوتے ہیں جو صداقت کو پہلے قبول کر چکے ہوتے ہیں۔ مگر جو لوگ براہِ راست صداقت کو قبول کرتے ہیں ان کی مخالفتیں ہوتی ہیں انہیں تکلیفیں دی جاتی ہیں۔ ان تکلیفوں کی وجہ سے دو میں سے ایک بات ضرور ہوتی ہے۔ یا تو وہ مخالفتوں سے گھبرا کر پھر جاتے ہیں۔ اور اگر وہ ایمان پر ثابت قدم رہتے ہیں تو وہ مخالفتوں کی وجہ سے ایسے ہو جاتے ہیں۔ جیسے بھٹی میں سے سونا نکالا جاتا ہے ایسے آدمیوں کا مثیل پیدا کرنا محنت چاہتا ہے۔ جو کام آباء نے خود کیا ہوتا ہے۔ وہ دوسرے سب لوگوں کو کرنا پڑتا ہے۔ اور صاف بات ہے کہ جس چیز کی رغبت آپ ہی آتی

ہے۔ اور جو استاد پڑھاتا ہے ان میں

زمین و آسمان کا فرق

ہوتا ہے جس آسانی سے بچے زبان سیکھتے ہیں۔ اس آسانی سے وہ کوئی چیز نہیں سیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ جونہی وہ ہوش سنبھالتے ہیں دوسروں کو دیکھ کر غوں غاں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے چاروں طرف جو لوگ ہوتے ہیں وہ منہ سے کچھ خاص الفاظ نکال کر ان کے خاص معنے لیتے ہیں۔ اس لئے بچہ بھی شوق سے وہ الفاظ بولنے لگ جاتا ہے۔ لیکن وہی بچہ جب سکول میں جاتا ہے اور کوئی دوسری زبان سیکھتا ہے تو کہتا ہے استاد کام بہت دیتے ہیں وہ زچ ہو جاتا ہے اور پڑھائی سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اگر کوئی عرب ہے تو اس سے پوچھو کیا اسے عربی سیکھنے میں کوئی مشکل پیش آئی ہے۔ یا انگریز ہے۔ تو کیا انگریزی زبان سیکھنے میں اسے کوئی مشکل پیش آئی۔ اگر وہ پنجابی ہے تو کیا پنجابی سیکھنے میں اسے کوئی مشکل پیش آئی ہے۔ وہ یہی بتلائے گا کہ

اپنی زبان سیکھنے میں

مجھے کوئی مشکل پیش نہیں آئی بلکہ آپ ہی آپ آ گئی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اسے اپنی زبان سیکھنے کا شوق تھا۔ اسی طرح جو شخص کسی مذہب میں داخل ہوتا ہے اس کی مثال ایک بچہ کی سی ہوتی ہے اور جو اس وجہ سے کسی مذہب میں داخل ہوتا ہے کہ اس کے ماں باپ اس مذہب کے پابند تھے۔

اس کی مثال ایسی ہوتی ہے

جیسے کوئی سکول میں پڑھتا ہے سکول میں کئی طالب علم فیل ہو جاتے ہیں۔ مگر کبھی کسی نے کوئی ایسا بچہ بھی دیکھا ہے جو اپنی زبان

سیکھنے میں فیل ہوا ہو۔ اس کے دماغ میں نقص ہی ہو تب بھی وہ زبان سیکھ جاتا ہے اپنی زبان سیکھنے والے سَو فیصدی سو فیصدی پاس ہو جاتے ہیں لیکن سکول اور کالج والے خوش ہوتے ہیں کہ ان کے ۳۳ فیصدی طالب علم پاس ہو گئے۔ سکول کا نتیجہ ذرا اچھا رہتا ہے تو وہ خوش ہوتے ہیں۔ کہ ان کے ۸۰ فیصدی طالب علم پاس ہو گئے۔ یا ان کا نتیجہ ۸۵ فیصدی یا ۹۰ فیصدی یا ۹۷ یا ۹۵ فیصدی ہو تو ایک شور مچ جاتا ہے۔ لیکن ایک جاہل ماں کے پانچوں کے پانچوں بچے پاس ہو جاتے ہیں اور ان میں ہر ایک زبان سیکھ جاتا ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے ماں باپ کا تمدن سیکھ جاتا ہے۔ حالانکہ وہ بھی ایک مدرسہ ہے۔ لیکن یہاں چونکہ ان کا

اپنا انٹرسٹ اور دلچسپی

تھی اس لئے انہیں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ ایک عرب کو انگریزی یا اردو سیکھنے میں یا ایک انگریز کو اردو یا عربی سیکھنے میں اتنی ہی دقت پیش آتی ہے۔ جتنی دقت ایک پنجابی کو عربی یا انگریزی سیکھنے میں آتی ہے۔ لیکن ہمارا ایک جاہل سے جاہل بچہ اس طرح اپنی زبان سیکھ جاتا ہے کہ اسے پتہ بھی نہیں لگتا۔ اسی طرح ایک عرب عربی سیکھ لیتا ہے اور انگریز انگریزی سیکھ لیتا ہے لیکن جب کوئی انگریز یا عرب پنجابی سیکھنا چاہیں۔ تو انہیں وہ مشکلات پیش آتی ہیں جو ہمیں عربی یا انگریزی سیکھنے میں آتی ہیں اس کی وجہ ایک ہی ہے اور وہ دلچسپی اور عدم دلچسپی ہے۔ وہاں چونکہ دلچسپی اور شوق ہوتا ہے کہ اردگرد کے لوگ ایک خاص قسم کے الفاظ بول رہے ہیں میں بھی یہ الفاظ سیکھ جاؤں۔ اس لئے وہ آسانی سے سیکھ جاتا ہے لیکن سکول میں وہ سمجھتا ہے کوئی

دوسرا آدمی اپنی مرضی کے مطابق اسے کچھ سکھانا چاہتا ہے اس لئے وہ اس کا مقابلہ کرتا ہے۔ اگر کوئی ہوشیار طالب علم ہوتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ استاد کی مرضی کے مطابق چلنے میں اس کا اپنا فائدہ ہے تو وہ ہوشیاری سے وہ چیز سیکھ لیتا ہے جو اس کا استاد اسے سکھانا چاہتا ہے۔ لیکن اگر کوئی طالب علم ہوشیار نہیں ہوتا تو وہ استاد کا مقابلہ کرتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اسے آرام سے روکتا ہے۔ اپنے عزیزوں کی صحبت میں بیٹھنے سے روکتا ہے اپنے دوستوں میں بیٹھ کر گپیں ہانکنے سے روکتا ہے۔ وہ بظاہر سکول میں ہوتا ہے لیکن اس کا دماغ کبھی گلی ڈنڈا کھیل رہا ہوتا ہے کبھی کبڈی کھیل رہا ہوتا ہے۔ کبھی وہ ماں کی گود سے چھلانگ لگا رہا ہوتا ہے اور کبھی وہ ماں باپ سے کوئی چیز مانگ رہا ہوتا ہے۔ استاد گھنٹہ بھر پڑھا کر بیٹھ جاتا ہے لیکن اس کا دماغ اپنی گلی میں ہوتا ہے۔ بے شک

گونگے زبان نہیں سیکھ سکتے

اور بعض پاگل بھی اس قسم کے ہوتے ہیں کہ وہ سیکھ نہیں سکتے۔ لیکن عام طور پر پاگل بھی زبان سیکھ جاتے ہیں۔ اپنی ماں کے پاس وہ کبھی فیل نہیں ہوتے۔ یہ فرق محض دلچسپی اور عدم دلچسپی کی وجہ سے ہے۔

ہماری جماعت میں بھی اس ملک کے باشندوں کی طرح یہ عادت پائی جاتی ہے کہ وہ

[illegible] ناجائز محبت

کرتے ہیں اور کہتے ہیں ابھی بچہ ہے بڑا ہو گا تو آپ ہی سیکھ جائے گا۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ وہ خود مذہب کے اس لئے پابند تھے کہ ان کے اندر اس کے لئے رغبت پیدا ہو گئی تھی۔ لیکن بچہ میں یہ احساس [illegible]

کونسا مذہب سچا ہے اس کے ماں باپ احمدی ہوتے ہیں اس لئے وہ بھی احمدی ہوتا ہے اس کے اندر یہ جذبہ اتنا مضبوط نہیں ہوتا جتنا ایک خود بیعت کرنے والے کے اندر ہوتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اولاد کی تربیت ناقص ہو جاتی ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ حضرت حسن رض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے انہیں ترکاری پسند آئی تو پلیٹ میں ہاتھ مارتا تا اس کے ٹکڑے تلاش کر کے کھائیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کل بیمینک و مما یلیک۔ کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور وہاں سے کھاؤ جو تمہارے سامنے ہے۔ یہ

تہذیب کا سبق

ہے جو آپ نے بچوں کو سکھایا کہ کہاں سے کھانا ہے اور کس طرح کھانا ہے۔ لیکن آج کل کی ماؤں کو احساس بھی نہیں ہوتا اور بجائے سمجھانے کے انہیں پیار کرنے لگ جاتی ہیں۔ ایک دفعہ صدقات کی کھجوریں آئیں تو حضرت حسن رض نے ڈھیر میں سے ایک کھجور لی اور منہ میں ڈال لی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھ لیا اور فرمایا نہیں نہیں یہ کھجوریں صدقہ کی ہیں۔ پھر آپ نے حضرت حسن رض کے منہ میں انگلی ڈال کر وہ کھجور نکال لی لیکن آجکل کی مائیں ایسے موقعہ پر کہہ دیتی ہیں کہ بچہ بیچارہ کم سمجھ ہے بلکہ اگر وہ رو پڑے تو خود اسے بھی [illegible] سے کھاتے۔

پس بچوں کی تربیت نہایت اہم چیز ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ربوہ پر جہاں بہت سی ذمہ داریاں ہیں وہاں بچوں کی تربیت کے متعلق بھی اس پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ

بچوں کی تربیت

کی طرف کم توجہ کی جاتی ہے۔ قادیان میں بھی یہ نقص تھا اور میں نے اس کو دور کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہاں یہ نقص زیادہ نہیں تھا۔ یہاں تو یہ حالت ہے کہ والدین اپنے بچوں کو خلافت کی اہمیت بھی نہیں بتاتے۔ چنانچہ بعض بچے میرے پاس آتے ہیں تو میں نے دیکھا ہے کہ وہ السلام علیکم کہنے کی بجائے اس قسم کے الفاظ اپنی زبان سے نکال دیتے ہیں کہ باباجی سلام اس کے معنے یہ ہیں کہ انہیں پتہ ہی نہیں کہ ان کا خلیفۂ وقت کے ساتھ کیا رشتہ ہے اور اسے کن الفاظ میں مخاطب کرنا چاہیئے اگر والدین انہیں

خلافت کے مقام کی اہمیت

بتائی ہوتی تو [illegible] اسلامی [illegible]

قدر بیگانہ نہ ہوتے۔ میں سمجھتا ہوں یہاں باپ کا بھی قصور ہے کہ انہیں یہ بتایا ہی نہیں گیا کہ خلیفہ کا رشتہ ماں باپ اور استاد کے رشتہ سے بھی زیادہ اہم ہے اور ان کا فرض ہے کہ اسے ان سب سے زیادہ عزت کا مقام دیں۔ اسی طرح ابھی ایک بچہ لاہور سے آیا ہے اس کی عمر سات آٹھ سال کی ہے اس سے باتیں کرنے سے معلوم ہوا کہ اسے اتنا بھی والدین نے نہیں سمجھایا کہ اس کا پیدا کرنے والا ایک خدا ہے۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ تمہیں کس نے پیدا کیا ہے تو اس نے کہا مجھے پتہ نہیں گویا

والدین کی غفلت

کی وجہ سے جماعت کی آئندہ نسل تباہ ہو رہی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ بے وقوف اور جاہل ماؤں کے قدموں میں بھی جنت ہے بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ اگر مائیں اپنے بچوں کی صحیح تربیت کریں اور انہیں اسلامی اخلاق سکھائیں تو وہ انہیں جنتی زندگی کا وارث بنا سکتی ہیں لیکن اگر وہ اپنے بچوں پر مناسب دباؤ نہیں ڈالتیں، وہ ان کی تربیت نہیں کرتیں تو ان کی اگلی نسل جنت سے دور ہو جائے گی۔ گویا بچوں کو جنت یا دوزخ میں ڈالنا ماں باپ کے اختیار میں ہے پس

ماؤں کا فرض ہے

کہ وہ اپنے بچوں کو خدا تعالے کے احکام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام سے باخبر رکھیں۔ صحابہ کی فضیلت ان پر واضح کریں۔ بزرگوں کا تذکرہ ان کے سامنے کرتی رہیں۔ اور اگر ضرورت سمجھیں تو کہانیوں کے ذریعہ خدا اور رسول کی باتیں ان کے ذہن نشین کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کبھی کبھی ہمیں فرمایا کرتے تھے کہ بیٹھو جاؤ میں تمہیں کہانی سناتا ہوں۔ وہ کہانی کیا ہوتی تھی یہی بزرگوں کے واقعات ہوتے تھے۔ اس کا نام کہانی رکھ لیا جاتا تھا اور ہم دلچسپی سے سنتے تھے بلکہ بعض دفعہ ہم پیچھے پڑ جاتے تھے کہ ابھی کہانی پوری نہیں ہوئی۔ غرض اس طرح بھی دینی باتیں سکھائی جا سکتی ہیں۔ اگر بچوں کو کہا جائے کہ آؤ تمہیں نماز سکھائیں تو وہ اسے سبق سمجھتے ہیں لیکن اگر یوں کہا جائے کہ ایک بزرگ تھے جو [illegible] کے سردار تھے وہ خدا تعالے کی بڑی عبادت کیا کرتے تھے اور پھر بتایا جائے کہ وہ یوں عبادت کرتے تھے تو اس طرح بچوں کو نماز بھی یاد ہو جائے گی اور وہ اسے ایک کہانی سمجھیں گے۔ اسی طرح تاریخ

اسلامی آداب اور اخلاق وغیرہ بچوں کو سکھائے جائیں۔ اسی لئے میں نے [illegible] کا ایک کورس مقرر کیا تھا اور جماعت کے علماء کو توجہ دلائی تھی کہ وہ

بچوں کیلئے تربیتی مسائل

پر مختصر کتب لکھیں۔ اس وقت سات آٹھ پروفیسر جامعہ احمدیہ میں ہیں۔ اگر ہر چھ ماہ میں ایک کتاب بھی لکھتے تو اڑھائی سال میں پچیس کتابیں لکھ لیتے۔ ہائی سکول میں ۳۰ کے قریب استاد ہیں۔ کالج میں بیس پروفیسر یا لیکچرار ہیں۔ یہ ساٹھ کے قریب بنتے ہیں۔ گویا ۱۱۰ ہیں۔ اگر یہ لوگ ایک ایک کتاب فی سال بھی لکھتے تو تین سال میں ۳۳۰ کتابیں لکھ لیتے۔ بچوں کے لئے کتابیں لکھنا کونسی مشکل بات ہے لیکن یہ لوگ یہ کوشش کرتے ہیں کہ یونیورسٹی انہیں پرچے دیکھنے کے لئے بھجوا دے اور انہیں کچھ پیسے مل جائیں لیکن اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ وہ

علمی اور اخلاقی اور تربیتی

کتابیں لکھیں۔ حالانکہ ہم نے بھی ان کے معاوضہ کی ایک رقم مقرر کی ہوئی ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ ہمارے اساتذہ اور علماء کی ذہنیت گری ہوئی ہے۔ تحریک جدید میں بھی یہی ہوا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہماری اگلی نسل

پہلوں سے بڑھ کر چندہ دیتی

لیکن ان کا چندہ دفتر اول کے چندہ سے آدھا بھی نہیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ ان میں خدمت دین کی رغبت ہی نہیں رہی مجھے یاد ہے جن دنوں میں نے شروع میں تحریک کی تو اس وقت جماعت کے لڑکے کالجوں میں بہت تھوڑے تھے لیکن پھر بھی احمدیہ ہوسٹل کے طلباء کے وعدے ایک ہزار سے زیادہ کے تھے۔ اب کالج میں کئی سو طلباء ہیں لیکن ان کے وعدے ایک ہزار روپے کے بھی نہیں۔ اسی طرح سکول کے وعدے بھی بہت زیادہ ہوا کرتے تھے

یاد رکھو

تمام کام تربیت سے ہوتے ہیں۔ جب تک ہر مرد اور عورت یہ نہ سمجھے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا اسی دن سے ہم نے اس کی تربیت کرنی ہے اس وقت تک ہماری آئندہ نسلیں ترقی نہیں کر سکتیں اسی حکمت کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو تم اس کے کان میں اذان کہو گویا وہ وقت بھی ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ بچے کے کان میں دوسرے دن بھی اچھی بات پڑنی چاہیئے تیسرے دن بھی اچھی بات پڑنی چاہیئے اور تم اس

کے لئے مسلسل کوشش کرتے ہو تو تم کامیاب ہو گئے لیکن اگر تم ایسا نہیں کرتے تو تم اپنی آئندہ نسل کو تباہ کرتے ہو۔ اور درحقیقت ہماری

آئندہ نسل کی تربیت

اسی حکمت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کمزور ہو رہی ہے۔ ان میں قومی کام کرنے کی رغبت کم ہے۔ وہ اپنی آمد کے مطابق چندہ نہیں دیتے۔ اور اشاعت اسلام کے لئے زندگیاں وقف کرنے کی طرف انہیں توجہ نہیں۔ حالانکہ ایک مومن دنیا میں بہت بڑا تغیر پیدا کر سکتا ہے۔ حضرت معین الدین صاحب چشتی رح ہندوستان میں آئے۔ اور ان کی وجہ سے تمام ہندوستان میں اسلام پھیل گیا۔ اگر دوسرے مسلمان بھی خواجہ معین الدین صاحب چشتی رح والا جوش رکھتے تو شاید تاریخ میں یہ لکھا ہوا ہوتا کہ ہندوستان میں ایک قدیم مذہب ہوا کرتا تھا جسے ہندو کہتے تھے لیکن میں سمجھتا ہوں اگر اب بھی ایسا ہو جائے اور ہماری آئندہ نسلوں میں

حضرت معین الدین صاحب چشتی رح

والا جوش اور ایمان پیدا ہو جائے۔ تو ہر طرف احمدی ہی احمدی دکھائی دیں گے۔ لیکن اگر تمہاری زندگی مردار رہی یعنی گزر رہی ہے تو یہ صورت کیسے پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک تم میں یہ جذبہ پیدا نہیں ہوتا کہ تم اپنے ماں باپ کی وجہ سے احمدی نہیں ہوئے تم اپنے بہن بھائیوں اور دوسرے رشتہ داروں کی وجہ سے احمدی نہیں ہوئے بلکہ تم اس لئے احمدی ہوئے ہو کہ تم نے خود احمدیت میں خدا تعالے کا

نور دیکھا ہے

تو تم ویسے ہی ہو جیسے پانی کی ایک دھار نکلتی ہے۔ تو وہ آخر تک دھار ہی رہتی ہے۔ حالانکہ جب تک وہ دھار نالہ نہیں بنتی اور نالہ سے دریا نہیں بنتا اور دریا سے سمندر نہیں بنتا اس وقت تک کبھی دنیا میں صحیح رنگ میں کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

ولادت: اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے برادرم ذوالفقار احمد صاحب کو مورخہ ۲۳/۶/۶۵ کو بچی عطا فرمائی ہے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالے نے ازراہِ شفقت بچی کا نام "عطیۃ بیگم" تجویز فرمایا ہے احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت و سلامتی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرماوے اور خادمۂ دین بنائے۔ آمین۔

خاکسار مسعود احمد واقف زندگی درویش قادیان

سیرالیون (مغربی افریقہ) میں جماعت احمدیہ کی شاندار تبلیغی و تعلیمی مساعی کا جائزہ

محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر ربوہ کا کامیاب دورہ

پُرتپاک خیر مقدم ۔ وزیر اعلیٰ اور دیگر چوٹی کے لیڈروں سے اہم ملاقاتیں ۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے پروگرام

ملک کے عمائدین کی طرف سے جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات کا کھلا اعتراف

جس طرح غانا میں مکرم مولوی عطاء اللہ صاحب کلیم مبلغ انچارج غانا نے مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کے دورے کے وسیع انتظامات کر رکھے تھے اسی طرح سیرالیون میں مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر مبلغ انچارج سیرالیون نے دورے کے سلسلہ میں وسیع انتظامات کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ مختلف استقبالیہ تقاریب میں ملک کے چوٹی کے لیڈر، حکومت کے وزراء اور دیگر افسران اور بیرونی ممالک کے سفیر کثیر تعداد میں شرکت کرتے رہے۔ مکرم صاحبزادہ صاحب کو سیرالیون کے وزیر اعظم سے ملنے کا بھی موقعہ ملا۔ اور اس کے علاوہ زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے اصحاب کے خیالات سننے اور اپنا پیغام انہیں پہنچانے کے مواقع بھی میسر آ گئے۔ سکولوں اور کالجوں کے طلباء سے آپ نے خطاب کیا۔ اور جماعت کے عہدہ داروں اور پاکستانی اور لوکل مبلغین سے بھی ملاقاتیں کر کے انہیں قیمتی مشورے دیئے۔

سیرالیون کا دورہ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے کامیاب رہا۔ دورے کے اس عرصہ کی ابتداء ۱۲ر مئی کو شام کے ساڑھے چار بجے ہوئی جبکہ مکرم صاحبزادہ صاحب مع دیگر رفقاء آئیوری کوسٹ سے سیرالیون کے ہوائی اڈے لنگی پر پہنچے۔ ہوائی اڈے پر جو کہ شہر سے کافی دور ہے۔ اور وہاں سے پہنچنے کے لئے فیری (Ferry) اور موٹر کار کا سفر کرنا پڑتا ہے) جماعت کے چیدہ چیدہ لوگ تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان میں سیرالیون کے پیرامونٹ چیف کامانگا جو جماعت کے پریذیڈنٹ ہیں۔ اور آنریبل کانڈے بورے وزیر مواصلات بھی شامل تھے۔ ان کے علاوہ بعض غیر از جماعت دوست بھی خوش آمدید کہنے کے لئے ایرپورٹ پر موجود تھے۔ جب مکرم میاں صاحب ایرپورٹ سے باہر تشریف لائے تو احباب جماعت نے دلی محبت اور عقیدت سے آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ ایک چھوٹی سی افریقن بچی نے مکرم میاں صاحب کو پھولوں کا ایک گلدستہ پیش کیا۔ بچی اپنے قومی لباس میں پھولوں کا گلدستہ اٹھائے نہایت بھلی معلوم دیتی تھی۔ اس نے احباب جماعت کے نعرہ ہائے تکبیر، اسلام زندہ باد۔ احمدیت زندہ باد۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح زندہ باد کے نعروں کے درمیان گلدستہ پیش کیا

اس موقعہ پر آنریبل کانڈے بورے صاحب وزیر مواصلات نے حکومت کی طرف سے صاحبزادہ صاحب کو خوش آمدید کہا۔ اور ایرپورٹ کمانڈنٹ جو انگریز ہیں نے ایرپورٹ کے عملہ اور اس قصبہ کے اہالیان کی طرف سے جس میں ایرپورٹ واقع ہے جذبات تشکر کا اظہار کیا اور کہا کہ

"In my period of service I have never experienced such a mammoth reception accorded to any international personality at this airport."

مکرم میاں صاحب نے تمام احباب سے معانقہ فرمایا۔ اس دوران میں مکرم مولوی بشارت احمد صاحب بشیر احباب جماعت کا تعارف بھی کرواتے جاتے تھے۔ ایرپورٹ پر سیرالیون براڈکاسٹنگ اور ٹیلی ویژن کے نمائندے بھی موجود تھے جنہوں نے استقبالیہ تقریب کی ریکارڈنگ بھی کی۔ اور ٹیلی ویژن کے لئے تصاویر بھی لیں۔ نیز دورہ سیرالیون کی مکمل متحرک فلم معہ کمنٹری منسٹری آف انفارمیشن سیرالیون کی زیر ہدایت تیار کی گئی ہے۔ جو انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی دکھائی جا سکے گی۔

سیرالیون میں تقریباً سارے عرصہ قیام کے دوران براڈکاسٹنگ اور ٹیلی ویژن والوں نے نہایت ہی اہم کردار ادا کیا۔ تقریباً ہر تقریب کی ریکارڈنگ کی۔ اور ٹیلی ویژن کے لئے تصاویر لیں۔ ان دونوں محکموں کا سٹاف ہمارے دلی شکریہ کا مستحق ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین ؛

جب یہ قافلہ ایرپورٹ سے شہر کی طرف روانہ ہوا تو موٹر میں بیٹھتے ہی وزیر مواصلات نے احمدیہ جماعت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر احمدی مبلغین ان علاقوں میں آکر تبلیغ اسلام نہ کرتے اور مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے سکولوں کا اجراء نہ کرتے۔ تو اب تک مسلمان ڈھونڈے سے نہ ملتے۔ آپ نے فرمایا احمدیہ مشن کے قیام سے قبل مسلمان نہایت پسماندہ حالت میں تھے۔ نہ انہیں کوئی سیاسی پوزیشن حاصل تھی اور نہ سماجی۔ بلکہ وہ ایک قابلِ نفرت قوم سمجھے جاتے تھے۔ تعلیم تو ان میں تھی ہی نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کے جو بچے عیسائی سکولوں میں تعلیم کے لئے بھیجے جاتے تھے۔ وہ تعلیم ختم کرنے سے قبل بپتسمہ لے کر عیسائی ہو جاتے تھے اور اس طرح تعلیم یافتہ عیسائیوں کی تعداد تو بڑھ رہی تھی۔ لیکن مسلمانوں میں کوئی تعلیم یافتہ طبقہ پیدا نہیں ہوا تھا۔

وزیر مواصلات نے ان امور کا ذکر کرتے ہوئے کہا حقیقت میں سیرالیون کے مسلمانوں کی آئندہ نسلیں بھی احمدیت کے احسان کی زیر بار رہیں گی۔ اور تاریخ بھی اس بات کو فراموش نہ کر سکے گی کہ سیرالیون کے مسلمانوں کی بروقت اور صحیح امداد کو اگر کوئی آیا تو وہ صرف احمدی مبلغین تھے۔

موٹر کے سفر کے بعد فیری (Ferry) کا سفر تھا اور اس سفر کے اختتام پر یہ سارا قافلہ احمدیہ سیکنڈری سکول پہنچا۔ جہاں طالب علم مکرم صاحبزادہ صاحب کا انتظار کر رہے تھے۔ لڑکے دو رویہ قطاروں میں کھڑے تھے۔ جھنڈیاں ہاتھوں میں پکڑی ہوئی تھیں۔ اور بلند آواز سے اھلاً وسھلاً ومرحبا کہہ رہے تھے سکول کے طلباء نے عربی نظمیں نہایت پیار سے لہجہ میں سنائیں ان نظموں کا مطلب یہ تھا کہ ہمیں قادیان دارالامان سے ایک نور ملا ہے۔ اور اس نور نے ہماری زندگیوں کو منور کر دیا ہے۔ ہم احمدیت میں پیدا ہوئے ہیں ہم احمدیت میں جئیں گے اور انشاء اللہ العزیز احمدیت ہی میں مریں گے سکول کے مختصر سے معائنہ کے بعد مکرم صاحبزادہ صاحب ہوٹل میں تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کا اور مکرم میر مسعود احمد صاحب کی رہائش کا انتظام تھا۔

چودہ تاریخ بروز جمعۃ المبارک وزیر اعلیٰ اور دیگر وزراء سے ملاقات کا پروگرام تھا چنانچہ سب سے پہلے مکرم میاں صاحب وزیر مواصلات آنریبل کانڈے بورے کے دفتر میں تشریف لے گئے۔ اور وہاں سے وزیر اعلےٰ کے پاس۔ وزیر اعلیٰ سے ملاقات کے دوران سیرالیون کے وزیر خسارجہ بھی وہیں موجود تھے۔ چنانچہ ان سے بھی ملاقات ہو گئی۔ یہ محض اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ مغربی افریقہ میں ہر بڑے چھوٹے کی زبان پر احمدیہ جماعت کے لئے تعریفی کلمات جاری ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں جماعت کا کام اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہت وسیع پیمانے پر جاری ہے۔ اور جماعت نے اپنی ان تھک کوششوں کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیا ہے۔ اور دوسری طرف یہ بات بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ یہاں کے باشندے نہایت فراخدل ہیں۔ اور ہر شخص جو تعریف کے قابل ہے چاہے وہ کوئی کیوں نہ ہو۔ اس کی دل کھول کر تعریف کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ یہ یہاں کی وسعت قلبی کی دلیل ہے۔ اگر اس بات کو بھی سامنے رکھا جائے کہ ابھی ابھی انہوں نے بیرونی استعماری طاقتوں سے آزادی حاصل کی ہے۔ اور اس کا لازمی نتیجہ یہ بھی ہونا چاہیئے کہ غیر ملکیوں سے نفرت کا جذبہ بڑھ جائے تو پھر احمدیہ جماعت کی تعریف

> سیرالیون کے مسلمانوں کی آئندہ نسلیں بھی احمدیت کے احسان کے زیر بار رہیں گی اور تاریخ بھی اس کو فراموش نہ کر سکے گی کہ سیرالیون کے مسلمانوں کی بروقت اور صحیح امداد کو اگر کوئی آیا تو صرف احمدی مبلغین تھے۔
>
> (سیرالیون کے وزیر مواصلات کا بیان)

ان لوگوں کی اور بھی زیادہ وسعتِ قلبی پر دلالت کرے گی۔ وزیر اعلےٰ و وزیر خارجہ دونوں نے احمدیہ جماعت کی تعریف کی۔ وزیر اعلےٰ نے تو خاص طور پر جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ جماعت احمدیہ نے سکولوں کے ذریعہ ملک میں خاص بیداری پیدا کر دی۔ خاص طور پر مسلمانوں کے لئے تو یہ جماعت رحمت کا نشان ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے مسلمان بالکل غیر تعلیم یافتہ اور ایک پسماندہ قوم سمجھے جاتے تھے۔ وزیر اعلےٰ نے یہ بھی کہا کہ وہ مکرم میاں صاحب کو سارے ملک کی طرف سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور اُن کے ممنون ہیں کہ انہوں نے نہایت محنتی، دیانتدار اور انسانیت کا درد رکھنے والے مبلغین سیرالیون میں بھجوائے ہوئے ہیں۔ جماعت کی تعلیمی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے بار بار انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ احمدیہ جماعت نے تعلیمی رہنما کا کردار ادا کیا ہے۔ وزیر اعلےٰ نے اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ مکرم میاں صاحب جلد جلد مغربی افریقہ کا دورہ کیا کریں۔

وزیر اعلےٰ سے ملاقات کے بعد مکرم میاں صاحب فری ٹاؤن کے میئر (Mayor) سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ انہوں نے فری ٹاؤن کا میئر ہونے کی حیثیت سے فری ٹاؤن کے سب باشندوں کی طرف سے خوش آمدید کہا اور اپنی گفتگو کا آغاز ہی احمدیہ جماعت کی تبلیغی اور تعلیمی کوششوں سے کیا۔ باوجود اس کے کہ وزیر اعلےٰ صاحب اور میئر صاحب بھی عیسائی ہیں۔ لیکن احمدیہ جماعت کے کام کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

ان ملاقاتوں کے بعد مکرم میاں صاحب نے جمعہ کی تیاری کی اور مسجد تشریف لے گئے۔ مکرم میر مسعود احمد صاحب نے جمعہ پڑھایا۔ براڈکاسٹنگ کارپوریشن نے انتظام کیا ہوا تھا کہ جمعہ ریڈیو پر ریلے (Relay) کیا جائے۔ چنانچہ مکرم میر صاحب کا خطبہ اور نماز سارے ملک میں سنے گئے۔ اور یہ بھی ملک کے مختلف حصوں میں احمدیت سے تعارف کا ایک مفید اور مؤثر ذریعہ ثابت ہوا۔

شام کے پانچ بجے مسلمانوں کی مختلف تنظیموں کے نمائندے ملاقات کے لئے تشریف لاتے۔ ان میں مسلم کانگریس جو یہاں کی سب سے بڑی مسلم پارٹی ہے اور مسلم برادر ہڈ کے نمائندے بھی شامل تھے۔ ان دونوں جماعتوں نے مل کر ایک استقبالیہ دعوت دی۔ مسلم کانگریس سارے ملک میں زوروں پر ہے۔ اس کے موجودہ لیڈر آنریبل مصطفےٰ ہیں۔ مسلمانوں کی بہبود کے لئے کانگریس ہر ممکن کوشش کر رہی ہے۔ اور چونکہ یہ خود صحیح لائنوں پر کام کر رہی ہے۔ اس لئے احمدیہ جماعت کی مساعی کی بھی دل سے قدردان ہے۔

اس ملاقات کے بعد جماعت کی طرف سے دیئے گئے ڈنر میں مکرم میاں صاحب نے شرکت کی۔ اس ڈنر پر حکومت کے وزراء۔ سفارتی نمائندے۔ سیاسی لیڈر اور زندگی کے دیگر شعبوں کے نمائندگان کو مدعو کیا ہوا تھا۔ چنانچہ اس موقعہ پر فری ٹاؤن میں رہائش رکھنے والے اعلےٰ طبقہ سے ملاقات ہو گئی۔ اور ان لوگوں پر جماعت کے کام اور اس کی تنظیم کا گہرا اثر ہوا۔ وزیر تعلیم جن سے صبح کے وقت ملاقات نہ ہو سکی تھی وہ بھی اس ڈنر میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ انہوں نے گفتگو کے دوران کہا کہ ان کی خواہش ہے کہ جماعت مزید سکول کھولے۔ احمدیہ جماعت کا کام (تعلیمی) اچھا ہونے کی وجہ سے حکومت انہیں ہر قسم کی مدد دینے کو تیار ہے۔ انہوں نے بھی احمدیہ مشن کے قیام سے قبل مسلمانوں کی ناگفتہ بہ حالت کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر احمدیہ جماعت نے عین وقت پر آکر مسلمانوں کو سنبھالا نہ ہوتا تو یقیناً آج مسلمان بہت ہی زیادہ پسماندہ ہوتے۔

اس سے اگلے روز یعنی ہفتہ کے دن سب سے پہلے فری ٹاؤن کے نئے مشن کا سنگِ بنیاد رکھنا تھا۔ اس تقریب کے لئے سکول کے طالب علم وردیوں میں ملبوس ہو کر آئے ہوئے تھے اور ان کی وجہ سے اس تقریب میں ایک خاص دلکشی پیدا ہو گئی تھی۔ جماعت کے دوست بھی کثرت سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ طلباء نے "حمدت جمیع خدمالہ" والی نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

> سکول کے طلباء نے عربی نظمیں نہایت پیارے لہجے میں سنائیں ان نظموں کا مطلب یہ تھا کہ یہیں قادیان دار الامان سے ایک نور ملا ہے اور اس نور نے ہماری زندگیوں کو منور کر دیا ہے۔ ہم احمدیت ہی میں جئیں گے اور انشاء اللہ العزیز احمدیت ہی میں مریں گے۔

اور جب سنگِ بنیاد رکھا جا رہا تھا تو سب نے وہ آیات دُہرائیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر کے وقت کی تھیں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے اس تقریب کو بھی ریکارڈ کیا۔ اور اس کی فلم لی۔ سنگِ بنیاد رکھے جانے کے بعد مکرم میاں صاحب نے اجتماعی دعا کرائی اور اس طرح یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ اس تقریب کے بعد احمدیہ مسجد میں جماعت کے عہدیداروں۔ مرکزی مبلغین۔ لوکل مبلغین اور خدام الاحمدیہ کے ممبروں سے گفتگو ہوتی رہی۔ مختلف احباب نے متعدد سوالات کئے جن کے جوابات مکرم میاں صاحب نے دیئے۔ سوالوں سے یہ بات ظاہر ہوتی تھی کہ دلوں میں یہ جذبہ ابھرا ہوا ہے کہ اسلام جلد از جلد دنیا پر غالب آجائے۔ اس مجلس میں مختلف عہدیداروں نے اپنے اپنے کام کی رپورٹ بھی پیش کی جو خوشکن تھی رپورٹ کے ساتھ ساتھ ہر عہدے دار نے اپنا طریق کار بھی بیان کیا تا مکرم میاں صاحب کو معلوم ہو سکے کہ مشن کس طریق پر اور کن لائنوں پر کام کر رہا ہے۔

شام کے پونے چھ بجے جماعت کی طرف سے سیکنڈری سکول میں وسیع پیمانے پر ایک استقبالیہ کا انتظام تھا۔ تقریباً سب بڑے بڑے لوگ اس میں شامل تھے۔ سیاسی لیڈر۔ سفارتی نمائندے۔ اسمبلی کے سپیکر۔ بڑے بڑے تاجر اور حکومت کے افسران اعلےٰ اور وزراء سبھی اس موقعہ پر موجود تھے۔ بہت سے لوگوں نے جماعت کے کام کی تعریف کی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ مکرم میاں صاحب کو مغربی افریقہ کا دورہ بار بار کرنا چاہیئے اور ان مشنوں میں مرکزی مبلغین کی تعداد کو بڑھانا چاہیئے۔ بعض دوستوں نے کہا کہ ان علاقوں میں اسلام کے لئے فصل پک چکی ہوئی ہے صرف مزدوروں کی ضرورت ہے۔ جو اس فصل کو کاٹیں۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ مغربی افریقہ میں جس سرعت کے ساتھ اسلام ترقی کر رہا ہے اور عیسائیت اپنی شکست کا اعتراف کر رہی ہے۔ وہ اسباب کی واضح دلیل ہے کہ اسلام اب سرعت کے ساتھ ان علاقوں میں پھیلتا جا رہا ہے ساڑھے سات بجے یہ خوشگوار تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

ٹیلی ویژن پر وزیر اعلےٰ سے ملاقات کی خبر کا اعلان کیا گیا تھا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہاں کے اخبارات، ریڈیو، اور ٹیلی ویژن نہایت دیانتداری سے اور بغیر کسی تعصب کے اپنا کام کرتے ہیں۔ باوجودیکہ ان اداروں میں کام کرنے والے اکثر عیسائی ہیں۔ لیکن اپنے کام میں مذہبی تعصب کا قطعاً اظہار نہیں کرتے۔ یہ بات بھی قابلِ داد ہے۔

(باقی)

درخواستہائے دُعا

عزیز سید نصیر احمد ابن مکرم مولوی سید عبد السلام صاحب جو حضرت مولوی سید عبد الرحیم صاحب کٹکی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پوتے ہیں پری یونیورسٹی امتحان میں فیل ہو گیا ہے۔

عزیز سید محمد حفیظ بھی جو والدین کی سرپرستی سے عین طفلگی میں محروم ہو گیا اور اُنجی بھائی کی سرپرستی میں تعلیم حاصل کر رہا ہے اسی سال امتحان میں فیل ہو گیا ہے

دونوں آئندہ امتحان کی تیاری کر رہے ہیں۔ اُن کی کامیابی کے واسطے دعا کی درخواست جملہ احباب درویشان اور بزرگان جماعت کی خدمت میں کی جاری ہے۔

(۲) خاکسار کے پوتے لڑکے میاں سید مبشر احمد اور بھانجے میاں وسیق الدین نے میڈیکل کالج میں داخلہ کی درخواست دی ہے۔

درویش بھائیوں اور جماعت کے بزرگوں کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا فضل ونصرت ان دونوں کے ساتھ ہو۔

طالب دعا

احقر فضل الرحمٰن عفا عنہ

اتالمقام المیرہ - اڑیسہ

ملک کے مختلف مقامات پر

جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کی طرف سے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پُر رونق جلسے

پنگال

مکرم مولوی محسن خاں صاحب مبلغ سلسلہ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مرکزی ہدایت کے مطابق ۹ رجولائی کو جمعہ میں سیرت النبی صلعم کا جلسہ منانے کی تحریک کی۔ اور مورخہ ۱۰ رجولائی کی شام کو یہ مبارک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں جناب جمعہ خاں صاحب نے تلاوتِ قرآن مجید فرمائی۔ اس کے بعد جناب جوگی خاں صاحب نے کلام محمود سے ایک نظم اور جناب عبدالغفار خاں صاحب نے اُڑیہ زبان میں ایک نظم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں پڑھ کر سُنائی۔ تلاوت اور نظم کے بعد جناب سیکرٹری صاحب مال نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات پر ایک ایمان افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پیدائش سے قبل اور بعد کے حالات پر بھی روشنی ڈالی۔ کہ بچپن میں حضور کے اخلاق کیسے تھے۔ بلوغت میں آپ کی مثالی زندگی ورسُن کے لئے جاذبیت رکھتی تھی۔ آپ کی پاکیزہ زندگی اور اخلاقِ فاضلہ سے ہی متاثر ہو کر حضرت خدیجہ رض نے آپ کو شادی کا پیغام بھجوایا۔ اس کے بعد جناب زرقان علی صاحب صدر جماعت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت کے حالات بتائے۔ کہ اُس وقت لوگ بتوں کے پجاری تھے۔ آپ نے لوگوں کے سامنے توحید باری تعالےٰ پیش کی۔ جس پر مکہ والے آپ کے دشمن ہو گئے۔ اور طرح طرح کی ایذائیں دینے لگے۔ لیکن حضور اکرم اللہ تعالےٰ کی تائید سے اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے۔ اور عرب کے امی اور وحشی لوگ آپ کی تربیت کے نتیجہ میں علم و حکمت کے مالک ہو گئے اور دنیا کے معلم بن گئے۔ بعد ازیں مولوی محسن خاں صاحب مبلغ سلسلہ نے صدارتی تقریر میں آنحضرت صلعم کی سیرت و سوانح کے مختلف پہلوؤں پر بالتفصیل روشنی ڈالی اور بتایا کہ اگر حضور انور تشریف نہ لاتے تو دُنیا تمام نبیوں کو نہ مانتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مقدس وجود اور آپ کی تعلیم کے نتیجہ میں ہم تمام دنیا کے مذاہب کا احترام کرتے ہیں۔ جلسہ کے اختتام پر جناب یار محمد صاحب نے حاضرین کی مٹھائی سے تواضع کی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

شیموگہ

مکرم ایس کے اختر حسین صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ شیموگہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مورخہ ۱۲ رجولائی کو سیرت النبی صلعم کا جلسہ محترم سید مدار صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن مجید مکرم نصیر الدین صاحب نے فرمائی۔ اور نظم منظور الحق صاحب نے خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد مکرم نصیر الدین صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی سے آپ کی پیدائش سے لے کر آخری عمر تک کے حالات شرح و بسط سے بیان فرمائے۔ مکرم سید خلیل احمد صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ۔ لباس۔ عادات پر ایک مضمون "سیرت النبیؐ" نامی کتاب سے پڑھ کر سنایا۔ خاکسار سیکرٹری تبلیغ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تعلق باللہ اور آپ کی شرک سے نفرت کے موضوع پر تقریر کی۔ جو کتاب سیرت النبی سے ماخوذ تھی۔ اس کے بعد مکرم مولوی محمد الدین صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ نے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم بحیثیت انسانِ کامل کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اور قرآن مجید و احادیث سے اس کا ثبوت پیش فرمایا۔ اور آنحضرت کی سیرت طیبہ پر قرآن مجید سے روشنی ڈالی۔ اور نجات حقیقی کا موازنہ عیسائیت کی تعلیم کے مقابلہ میں کیا۔ اور بتایا کہ صرف اسلام ہی حقیقی نجات کا دعویٰ دار ہی نہیں بلکہ علمبردار بھی ہے۔ حقیقی نجات بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور نبوت کا انعام بھی آپ کی کامل پیروی کے نتیجہ میں ہی ملتا ہے۔ اس کے بعد صاحب صدر نے مواعظانہ تقریر فرمائی۔ اور بعد نظم و دعا جلسہ برخواست ہوا۔

کرڈاپلی

مکرم محسن خاں صاحب مبلغ کرڈاپلی اطلاع دیتے ہیں۔ کہ جلسہ سیرت النبی کے انعقاد سے قبل اس کی اہمیت کا پبلک میں اعلان کیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے مورخہ ۱۲ رجولائی کو جب جلسہ منعقد ہوا۔ تو حاضرین کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی۔ تلاوتِ قرآن مجید اور نظم خوانی کے بعد جناب محمد صدیق صاحب سیکرٹری مال نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے حالات زمانہ طفولیت سے زمانہ جوانی تک تفصیل سے بیان کئے آپ کی تعلیم میں مساوات۔ غیروں کے ساتھ رواداری۔ دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کی بہت سی مثالیں بیان کرتے ہوئے امتِ محمدیہ کو آپؐ کی پاکیزہ زندگی پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔ ان کے بعد خاکسار مبلغ سلسلہ نے آیت خاتم النبیین کی روشنی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جمیع انبیاء پر فضیلت ثابت کی۔ اور یہ بیان کیا کہ اب آپؐ کی کامل اتباع کے نتیجہ میں ہی اللہ تعالےٰ نبوت کے انعام تک سے امت محمدیہ کے افراد کو سرفراز کر سکتا ہے۔ آپؐ کی پیروی اور آپ کی شریعت سے باہر ہو کر کوئی اللہ تعالےٰ کا مقرب نہیں بن سکتا۔ اس کے علاوہ اسلام میں عورتوں کے حقوق کا بھی تفصیل سے ذکر کیا۔ بعد ازیں دعا پر جلسہ برخواست ہوا۔

کیرنگ

جناب ناظر خاں صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ کیرنگ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مورخہ ۱۲ رجولائی کو زیر صدارت جناب شیخ طاہر الدین صاحب بی۔ اے جلسہ سیرت النبیؐ منایا گیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم مولوی سید مبشر الدین صاحب سونگھڑوی نے شرک سے ممانعت۔ توحید باری تعالیٰ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فلسفہ بعنوان محسنِ اعظم کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ مکرم مولوی شیخ عبدالمالک صاحب نے حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات اور آپ کے کارہائے نمایاں اور بے مثال احسان پر بالتفصیل روشنی ڈالی۔ اس کے بعد صدر محترم نے صدارتی تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اگر دنیا امن کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔ تو اسے دُنیا کے محسن اعظم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امن عالم کے متعلق تعلیمات پر عمل کرنا ہو گا۔ اور پھر اسلام و احمدیت کی ترقی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کاملہ و درازیٔ عمر کے لئے پُر سوز دعا کی گئی۔ اور بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔

سونگھڑہ

مرکزی ہدایت کے مطابق جماعت احمدیہ سونگھڑہ نے مورخہ ۱۲ رجولائی کو محی الدین پور میں سیرت النبی صلعم کے جلسے کا انتظام کیا۔ اس جلسہ کو زیادہ مفید اور کامیاب بنانے کے لئے غیر احمدی دوستوں کو پہلے سے دعوت بھی دی گئی تھی۔ اور لاؤڈ سپیکر اور رات کے وقت لائیٹ کا بھی بفضلہ تعالےٰ تسلی بخش انتظام کیا گیا تھا۔ جلسہ کی کارروائی بعد نماز مغرب و عشاء زیر صدارت مکرم جناب مولوی سید حسام الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ شروع ہوئی۔ خاکسار کی تلاوت قرآن پاک اور مکرم مولوی سید بشیر الدین صاحب فاضل کی نظم "وہ پیشوا ہمارا" کے بعد مکرم جناب سید محی الدین صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت پر ایک اہم اور مختصر سی تقریر کی۔ مکرم منشی صاحب کی تقریر کے بعد مکرم مولوی سید بشیر الدین صاحب فاضل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ پر ایک دلچسپ تقریر کی۔ اور اسلامی اصول کی فلاسفی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کے اخلاقِ فاضلہ کا جو شاندار نقشہ کھینچا ہے۔ موصوف نے وہ حصہ پڑھ کر سنایا۔ کے بعد مکرم مولوی سید محمد موسیٰ صاحب مبلغ سلسلہ نے آنحضرت صلعم کی ابتدائی زندگی کے بارہ میں ایک عالمانہ تقریر کی اور حضور کی سیرت طیبہ کے تیسرے نمبر پر خاکسار کی تقریر ہوئی۔ جس میں خاکسار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کے موضوع پر کچھ بیان کرنے کی سعادت حاصل کی اور چیدہ چیدہ واقعات بیان کر کے یہ ثابت کیا کہ فی الواقع آپؐ تمام جہان کے لئے رحمت ہو کر آئے تھے۔ خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم جناب مولوی سید محمد احمد صاحب سابق پراونشل امیر صوبہ اُڑیسہ نے آنحضرت صلعم کی سیاست پر ایک پُر مغز اور عالمانہ تقریر کی۔ مولوی صاحب موصوف نے آنحضرت صلعم کی سیاست کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ مولوی صاحب کی تقریر کے بعد صدر جلسہ نے کافی رات ہو جانے کی وجہ سے ایک مختصر سی تقریر کی اور احباب کا شکریہ ادا کیا۔ آخر میں مکرم جناب مولوی سید محمود احمد صاحب کی اقتداء میں دعا کے ساتھ جلسہ کی کارروائی ختم کی۔ موسم باراں کے باوجود خدا کے فضل سے کافی غیر احمدی احباب اور مستورات نے شرکت کی۔ خدا کے فضل سے یہ جلسہ بہت ہی کامیاب رہا۔ محی الدین پور کے احباب جماعت خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے خاص توجہ اور محنت سے جلسہ کو کامیاب بنایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ خاکسار سید فضل عمر کٹکی عفا اللہ عنہ مبلغ سلسلہ

حیدرآباد میں یوم خاتم النبیین کے موقعہ پر اشتعال انگیز تقریر

مقامی جماعت کی طرف سے منظم تبلیغ

مورخہ ١٨ جولائی ٦٥ء بروز اتوار بعد نماز مغرب حیدرآباد کی دارالشفاء نامی ایک مسجد میں یوم خاتم النبیین کے نام سے ایک جلسہ کے انعقاد کا اعلان ایک ہفتہ سے اخباروں میں آ رہا تھا۔ اور یہ بھی اعلان ہوا کہ یہ جلسہ مولوی حمید الدین صاحب عاقل حسامی کی نگرانی اور سرکردگی میں ہوگا۔

چونکہ موصوف کا ہمارے علماء کرام کے ساتھ مختلف فیہ مسائل پر تبادلۂ خیالات ہو چکا تھا۔ اور اس سلسلہ میں انہیں شکستِ فاش کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس کے بعد اُن کا یہ معمول بنا ہوا ہے کہ جب کبھی اور جہاں بھی انہیں موقعہ ملے خواہ مخواہ جماعت احمدیہ اور اس کے بانی علیہ السلام کے متعلق جماعت احمدیہ کے متعلق غلط فہمیاں پھیلاتے اور الزام تراشی سے کام لیتے ہیں۔ اس لئے ضروری سمجھا گیا کہ اس جلسہ کے حاضرین کو ختم نبوت کے متعلق جماعت احمدیہ کے موقف سے آگاہ کر دیا جائے۔ چنانچہ خاکسار نے "ختم نبوت کی حقیقت" کے عنوان سے ایک دو ورقہ ٹریکٹ لکھا اور محترم الحاج سیٹھ معین الدین صاحب نے اپنے خرچ پر شائع فرمایا۔

پروگرام کے مطابق ٢٥ کے قریب خدام مغرب کے بعد ہی احمدیہ جوبلی ہال میں جمع ہو گئے۔ اور بعد نماز عشاء ایک تنظیم کے ساتھ مذکورہ ٹریکٹ تقسیم کرنے کے لئے جلسہ گاہ کی طرف نکلے۔ تمام خدام کو یہ ہدایت دی گئی تھی کہ وہ یہ ٹریکٹ جلسہ کے اختتام پذیر ہونے پر ہی پُرامن طریق پر تقسیم کریں۔

جلسہ وقت مقررہ سے دو گھنٹے بعد یعنی ٩ بجے شروع ہوا۔ مولوی حمید الدین صاحب عاقل کے متعلق ہمارا قیاس درست نکلا۔ موصوف نے ختم نبوت کے عنوان کے سہارے حضرت مسیح موعود اور آپ کے ماننے والوں کو دل کھول کر گالیاں دیں۔ یا کچھ چند لطائف اور چٹکلے بیان کئے۔ اسی طرح تقریر ختم کی۔ دراصل اُن کی تقریر کا اصل مقصد لوگوں کو مسئلہ ختم نبوت پر علمی دلائل سے آگاہ کرانا نہیں تھا۔ بلکہ دل لگی کے کچھ سامان کر کے لوگوں کو ہنسانا مقصود تھا۔ چنانچہ اسی مقصد میں موصوف کامیاب ضرور ہوئے۔ علاوہ ازیں موصوف نے اپنی تقریر کے اختتام پر تمام حاضرین کو توجہ دلائی کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ چند قادیانی ایک ٹریکٹ ختم نبوت کی حقیقت تقسیم کرنے والے ہیں۔ میں تمام لوگوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ اسے نہ ہاتھ میں لیں اور نہ پڑھیں بلکہ ہاتھ آتے ہی اسے پھاڑ ڈالیں۔ کیونکہ یہ ٹریکٹ زہر بلا ہے اور ایمان کو ضائع کرنے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس تقریر کے بعد رات کے ½ ١١ بجے کے قریب یہ جلسہ ختم ہوا۔ اس وقت بارش بھی ہو رہی تھی۔ لیکن ہمارے نوجوانوں نے کمال ہمت اور استقلال دکھاتے ہوئے نہایت پُرامن طریق پر لوگوں میں ٹریکٹ تقسیم کرنا شروع کیا۔ اگرچہ بعض لوگوں نے مولوی صاحب موصوف کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے ٹریکٹوں کو پھاڑا۔ لیکن بیشتر اکثر دوستوں نے اسے شکریہ کے ساتھ لیا۔ اور پڑھنے کا وعدہ کرتے ہوئے اپنے ساتھ لے گئے۔

یہ بھی خدا کا فضل ہی کہنا چاہیئے کہ انقطاع نبوت کے طور پر مقرر نے جن دلائل کو پیش کیا تھا۔ اُن میں سے اکثر دلائل کا اجمالی جواب اس ٹریکٹ میں موجود تھا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان کوششوں کو قبول فرمائے اور ان کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ اور ہمارے نوجوانوں کے اخلاص اور جذبۂ خدمت دین میں ترقی عطا فرمائے جنہوں نے رات کے بارہ ایک بجے تک بارش میں بھیگتے ہوئے تقسیم لٹریچر کا فریضہ بڑے سلیقے اور پُرامن طریق پر نہایت جرأت اور صبر و استقلال کے ساتھ سرانجام دیا۔ آمین۔

خاکسار

محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ حیدرآباد

٣٠/٧/٦٥

جماعت احمدیہ سونگھڑہ کا تربیت اولاد کا جلسہ

مورخہ ٤ جولائی کو خاکسار کی تحریک پر جماعت احمدیہ سونگھڑہ نے . . . . دیوان سنڈی کی مسجد احمدیہ میں تربیت اولاد کے سلسلہ میں ایک جلسے کا انتظام کیا۔ یہ جلسہ بعد نماز مغرب زیر صدارت مکرم جناب مولوی سید یعقوب الرحمن صاحب O.C.S.A شروع کیا گیا۔ مکرم جناب منشی وجیر الدین خاں صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اور عزیزم میاں محمد جلیل صاحب اور مکرم جناب مولوی شفیع احمد صاحب اسلم نے خوش الحانی کے ساتھ نظمیں پڑھیں۔ بعدہٗ مکرم منشی ذوالفقار علی خاں صاحب بی۔ اے نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اور پہلے نمبر پر مکرم مولوی سید محمد مقدسی صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تربیت اولاد پر ایک پُر اثر اور عالمانہ تقریر کی۔ جو احباب جماعت کے لئے خاص طور پر ازدیادِ ایمان کا موجب ہوئی۔ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ اولاد کی صحیح اسلامی تربیت کس طرح کی جانی چاہیئے۔ دوسرے نمبر پر خاکسار نے تربیت اولاد کے سلسلہ میں احباب کو ان کی اہم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

آخر میں صدر جلسہ نے بھی اسی مخصوص موضوع پر احباب کو وعظ و تلقین فرمائی۔ آخر میں دعا کے ساتھ جلسہ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ مردوں کے علاوہ کافی تعداد میں اطفال اور خواتین بھی اس جلسہ میں شریک تھے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار

سید فضل عمر کٹکی عفا اللہ عنہ

مبلغ سلسلہ

گلدستہ

(بقیہ صفحہ ٩)

بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ شیخ صاحب مرحوم ایک ایسا خوش رنگ اور خوش وضع پھول تھا جو ضلع کیمل پور (مغربی پاکستان) سے توڑ کر قادیان لایا گیا۔ اور درویشوں کے گلدستے میں سجایا گیا تھا۔ اور ع

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

کے مصداق اس گلدستے میں تین سو تیرہ مختلف رنگ و بو رکھنے والے پھول تھے۔ جن میں سے بعض خوشبو مہیا کر کے زمانے کی تمازت سے مرجھا گئے۔ اور میرے نزدیک تو خوش نصیب تھے وہ پھول جو اپنی زندگی میں اس ماحول کو معطر بنا کر مرجھا گئے۔ کیونکہ وہ اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ اور بقول شاعر ع

شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں

درخواستہائے دعا

١۔ ہماری جماعت کے ایک جوشیلے نوجوان عزیزم میاں محمد عمران کا Pre University کا امتحان دینے والے ہیں جملہ افراد خاندان نبوت صحابہ کرام بزرگان عظام و درویشان قادیان کی خدمت میں عاجزانہ التماس ہے کہ وہ عزیز موصوف کی مذکورہ بالا امتحان میں کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ عزیز کو اعلیٰ نمبروں پر کامیاب کرے آمین۔

خاکسار سید محمد زکریا احمدی عفا عنہ بھدرک

٢۔ خاکسار ٢٢ جولائی کو ہائر سکنڈری کا فائنل امتحان دینے جا رہا ہے درویشان قادیان صحابہ کرام اور بزرگانِ جماعت احمدیہ سے نہایت دردمندانہ التجا ہے کہ میری نمایاں کامیابی کیلئے دعا کریں نیز میرے دادا سید حسام الدین صاحب کٹکی سابق امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ کی طبیعت بھی آجکل ناساز رہتی ہے انکی کامل صحت یابی کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

خاکسار سید انیس احمد احمدی از جمشید پور

٣۔ میرے چچا جناب مولوی محمد احمد صاحب بعارضہ ذیابیطس سے بیمار ہیں اور روز بروز کمزوری بڑھتی جا رہی ہے اور میری چچی صاحبہ (اہلیہ محمد احمد صاحب) بھی بہت دنوں سے دمہ کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ بزرگان سلسلہ و درویشان کرام اور افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عاجزانہ التماس ہے کہ انکی صحت اور کامل شفایابی کیلئے دعا فرمائیں۔

خاکسار سید فضل صادق احمدی فضل منزل خوردہ۔ پوری

قسط نمبر ۱۱

گلدستہ — جس کے چند پھول مرجھا گئے

از مکرم جناب چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

(۳۶)

وہ خوش قسمت انسان یقیناً قابلِ صد رشک ہے جسے مسیحِ دوراں کے در پہ دربانی کا شرف حاصل ہوا ہو۔ مسیح الزمان کی صحبت اور پھر آپ کے در کی دربانی۔ سبحان اللہ۔ وہ لوگ جنہوں نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت سے براہِ راست فیض حاصل کیا۔ ان کی زندگیاں ہم لوگوں کے لئے مشعلِ راہ ہیں اور وہ ایسے لوگ ہیں جو زندگی کی تیرہ و تار راتوں میں جھلملاتے ہوئے روشن ستارے ہیں جو ہر گم کردہ راہ کو رہنمائی بخشتے ہیں۔

انہی قابلِ احترام ہستیوں میں سے ایک جلیل بزرگ درویش حضرت بابا اللہ بخش صحابی تھے۔ جنہوں نے تقسیم ملک کے بعد اپنی بڑھاپے کی زندگی کے سترہ طویل سال نہایت خاموشی اور صبر و سکون کے ساتھ گذارے۔ سترہ سال ایک طویل زمانہ ہے۔ کسی کے اخلاق و عادات کو ناپنے اور جانچنے کا۔ مگر ان سترہ سال کا ایک ایک دن شاہد ہے کہ حضرت بابا صاحب نہایت کم گو بے حد شریف النفس اور عابد و زاہد انسان تھے۔

اپنی جوانی کے ایام میں حضرت بابا جی کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ڈیوڑھی میں دربانی کا شرف کئی سال تک حاصل رہا۔ اور اس کے بعد بابا جی حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے خانگی ملازموں میں شامل ہو گئے۔ یہ سونے پر سہاگہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیضِ صحبت سے فیضیاب ہونے کے بعد حضور علیہ السلام کے قابلِ صد احترام داماد اور حضورؑ کی عالی مرتبت صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی خدمت کا شرف جسے حاصل ہوا ہو۔ اس کی قسمت پر جتنا ناز اور رشک کیا جائے کم ہے۔

حضرت بابا جی رضؓ نہایت متوکل، سادہ طبع اور عبادت گزار انسان تھے۔ انہیں دیکھ کر عبودیت کا مفہوم ذہن نشین کرنا آسان ہو جاتا تھا۔ بابا جی چونکہ خاکسار کے دفتر میں دفتری کی خدمات بجالاتے تھے اس لئے خاکسار جب کبھی سفر یا دورہ پر قادیان سے باہر جاتا تھا ان سے ذرا [illegible]

کرتا تھا کہ وہ میرے گھر میں سویا کریں۔ میرے گھر والوں کا بیان ہے کہ بابا جی نصف شب کے بعد کبھی نہ سوتے اور جب رات آدھی گذر جاتی تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہو جاتے اور نوافل اور دعاؤں میں مشغول رہتے۔ لوٹا، وضو اور نوافل ان کی زندگی کے اجزاء تھے۔

بابا جی کے اکلوتے فرزند میاں علم الدین صاحب احمد نگر (نزد ربوہ) ضلع جھنگ میں رہتے ہیں۔ بابا جی جب گذشتہ سال بیمار ہوئے تو ان کی انتہائی خواہش تھی کہ آخری وقت میں بیٹے سے ملاقات ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش قبول فرمائی اور میاں علم الدین صاحب پاسپورٹ لے کر قادیان پہنچ گئے اور اپنے بوڑھے باپ کی خدمت کرتے رہے۔

حضرت بابا جی قادیان سے پانچ میل کے فاصلہ پر واقع گاؤں سرچوال کے رہنے والے تھے اور جلد سازی کا کام کیا کرتے تھے۔

(۳۷)

ابتدائے درویشی میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں جو لوگ اپنے اہل و عیال اور مال و منال کی محبتوں اور قربتوں کو ترک کر کے درویشانہ زندگی کے ذریعہ سے رضائے الٰہی کے حصول کے لئے قادیان تشریف لائے تھے انہی میں سے ایک ہمارے بزرگ اور درویش بھائی بابا جان محمد صاحب بھی تھے آپ کا اصل وطن موضع گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ (مغربی پاکستان) تھا۔ اور اسی نسبت سے آپ "بابا جان محمد گھٹیالیاں" کہلاتے تھے۔ بابا جی نے اپنی درویشی کے کئی سال حضرت اماں جان رضؓ کے کنوئیں والے صحن کے ملحقہ میں گذارے اور اس طرح آپ اور آپ کے دوسرے معمر ساتھی جو دار المسیح کے اسی حصہ میں رہتے تھے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کے اس ولولہ انگیز شعر کے براہِ راست مخاطب قرار پائے ؎

تمہائے ہم سے ہمارے گھروں کی آبادی
تمہاری قید پہ صدقے ہزار آزادی

بابا جی اسی صحن میں ننگی کھری چارپائی پر بیٹھ کر ایک تختے کے اوپر بڑی تقطیع اور جلی حروف والا قرآن کریم رکھ کر بہت بلند آواز میں تلاوت کرتے رہتے تھے۔ اور نمازوں کے اوقات میں مسجد کا رُخ کرتے تھے۔ یا پھر اپنا مخصوص المونیم کا پیالہ لئے کھانا لینے لنگر خانہ جایا کرتے تھے۔

درویشی کے ابتدائی ایام میں آپ مختلف مقامات پر پہرہ وغیرہ کی ڈیوٹی پر متعین رہے۔ لیکن جب بڑھاپے نے توانائیاں چھین لیں اور پیر فرتوت ہو کر رہ گئے تو ڈیوٹیاں معاف ہو گئیں اور تلاوت قرآن کریم نمازیں اور دعائیں ہی اجزائے زندگی ہو گئیں۔

آج میرا تصور اس بھولی بھالی اور سادہ سی شخصیت کو تلاش کر رہا ہے جو دیسی وضع کا مضبوط موٹا جوتا پہنے گھٹنوں سے ذرا نیچے تک کا تہہ بند باندھے کلی دار لمبا کرتہ پہنے موٹے شیشوں کی عینک لگائے کندھے پر چادر ڈالے اور ہاتھ میں بید کا لمبا سوٹا لئے محلہ احمدیہ کی گلیوں میں ہمارے روحانی ماحول کی ایک کڑی بن کر رواں دواں رہتی تھی۔ ایسے ہی معمر بزرگ تھے جو گویا "سبحیٰ" کی تفسیر تھے اور جن کی دعاؤں اور نصائح کے سہارے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کر کے ہماری درویشی سن بلوغت کو پہنچی۔

بابا جی کی درویشی کے طفیل ان کی اہلیہ زینب بی بی صاحبہ کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ وہ نومبر ۱۹۵۳ء میں پاسپورٹ اور ویزا لے کر قادیان کی زیارت اور بابا جی سے ملاقات کے لئے قادیان آئیں۔ اور نہایت مختصر سی علالت کے بعد ۲ دسمبر ۱۹۵۳ء کو وفات پا کر بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئیں۔ اور اس طرح وہ خوش قسمت بڑھیا درویشی کے لئے اپنے خاوند کی قربانی دے کر اس قربانی کا اجر پا گئی۔

بابا جی مرحوم ۲۲ مئی ۱۹۶۵ء کو فوت ہوئے اور اسی روز بہشتی مقبرہ کے قطعہ ۹ میں ابدی نیند سو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۳۸)

میرا تخیل جب حال کے جھروکوں میں سے ماضی کو پلٹ پلٹ کر دیکھ رہا ہوتا

ہے تو تصور کے اُفق پر ایک بہت ہی نورانی سی تصویر اُبھرتی ہے۔ متناسب خدوخال متشرع داڑھی شمسی چہرہ۔ باریک ترشے ہوئے نقوش اور انوار سے پُر پیشانی یہ سفید ریش بزرگ ہمارے بہت ہی معزز درویش بھائی شیخ غلام جیلانی صاحب تھے۔ جنہوں نے درویشی کا اکثر حصہ دار المسیح کے اندر رہ کر گذارا۔ پہلے آپ مسجد مبارک سے ملحق حضرت اماں جان رضؓ کے دالان میں مقیم رہے اور پھر حضرت اماں جان رضؓ کے کنوئیں والے صحن کے غربی جانب والے ایک حجرے میں گوشہ نشین رہے۔ اور نہایت خاموشی اور صبر و سکون کے ساتھ درویشی گذار کر اپنی منزل مقصود کو پا گئے۔

شیخ صاحب مرحوم نہایت دھیمی رفتار سے چلتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ ولا تمش فی الارض مرحا کے معنے سمجھا رہے ہیں۔ وہ جب سر جھکائے نیچے نپے تلے قدم اُٹھاتے چلتے تھے۔ تو درویشوں کے جذباتِ احترام جا بجا ان کا استقبال کرتے تھے۔

یہ نظارہ دیکھ کر تو عقل محوِ حیرت ہو جاتی تھی کہ وہ معمر انسان جو اپنے بڑھاپے کے باعث ہموار زمین پر بھی نہایت آہستگی اور احتیاط سے چلتا تھا وہ سردی کے دنوں میں ایک منزل اور گرمی کے دنوں میں دو منزل کی سیڑھیاں طے کر کے مسجد مبارک میں اکثر اوقات تمام نمازیوں سے پہلے پہنچ جاتا تھا۔ اور مسجد کے ایک گوشے کو آباد رکھتا تھا۔ مسجد مبارک کے دائیں طرف والے حصے میں دار الفکر سے ملحق ان کی ایک مخصوص نشستگاہ تھی۔ جہاں وہ گھنٹوں بیٹھے ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔

شیخ صاحب مرحوم بہت کم گو اور تنہائی پسند درویش تھے۔ اور اپنی درویشی کے پندرہ سال بے حد صبر و سکون کے ساتھ کنجِ عزلت میں گذارے۔ تریباً دو سال قبل آپ پاسپورٹ پر اپنے وطن ساہیوال ضلع شیخوپورہ۔ مغربی پاکستان گئے تھے۔ اور وہیں سرطان کے مرض میں مبتلا ہو گئے۔ اور ڈیڑھ سال تک وہیں زیرِ علاج رہے۔ مگر مرض میں افاقہ نہ ہوا۔ اور ویزا کی میعاد میں توسیع بھی ممکن نہ رہی تو آپ شدید بیماری کی حالت میں ہی واپس قادیان آ گئے۔ اس حالت میں کہ چلنے پھرنے سے معذور ہو چکے تھے۔ یہاں انہیں احمدیہ ہسپتال میں زیر علاج رکھا گیا۔ لیکن آخر ۱۹۶۵ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا۔ اور موصی ہونے کی وجہ سے بہشتی مقبرہ کا قطعہ ۹ ان کی آخری آرامگاہ بن گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

منقولات

مسئلہ ختم نبوت اور حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ

(از ماہنامہ "ثقافت" لاہور)

مندرجہ بالا عنوان کے تحت علامہ محمد حنیف صاحب ندوی حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ کے نظریات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"اول الذکر اشکال جو ختم نبوت کی وجہ سے ابھرتا ہے ابن عربی رحمۃ اللہ کے نزدیک کہیں زیادہ اہم اور لائق توجہ ہے کیونکہ اس سے راہ نوردان معرفت کی ہمت ٹوٹ جانیکا اندیشہ ہے اندیشہ ہی نہیں ان کے الفاظ

وھذا الحدیث قصم ظھور اولیاء اللّٰہ۔
(فتوحات مکیہ ص ۱۳۰ ابن عربی)
(فصوص الحکم)

گویا اس حدیث نے اولیاء اللہ کی کمر توڑ دی ہے۔

ابن عربی کے نزدیک مسئلہ ختم نبوت کی تین جہتیں ہیں۔ ایک جہت اللہ تعالیٰ کے خصائص ربوبیت کی ہے سوال یہ ہے کہ کیا اب اس کی نوازشیں اور الطاف ہائے گوناگوں آئندہ کسی شخص کو لائق تخاطب نہیں قرار دیں گے۔ دوسری جہت بندگی اور ذوق عبودیت کی ہے اس مسئلہ میں حل طلب یہ بات ہے کہ کیا اس کے بندوں پر ختم نبوت کے بعد ارتقاء روحانی کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے ہیں تیسری جہت اخلاق، تمدن اور مسائل حیات سے متعلق ہے۔ اس باب میں بھی یہ بات خلش پیدا کرتی ہے کہ آیا ختم نبوت کا یہ مفہوم ہے کہ آئندہ فقہ و متقنین کے لئے فکر و نظر کی کوئی زحمت برداشت نہیں کرنا پڑے گی؟

ابن عربی رح کے نزدیک ان تینوں مشکلات کا حل یہ ہے کہ ولایت کے اس تصور کو تسلیم کر لیا جائے جو ہم پیش کرتے ہیں یعنی یہ مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم اب بھی اپنے بندوں کو کشف کے ذریعہ علوم و معارف سے بہرہ مند کرتی رہتی ہے۔ اور شریعت و رسالت کی تکمیل کے باوجود اب بھی ذوق عبودیت اس لائق ہے کہ ارتقاء روحانی کی غیر مختتم منزلوں کو برابر طے کرتا چلا جائے۔

ختم نبوت کے معنی اس کے نزدیک صرف یہ ہیں کہ اب اور کوئی مشرّع نبی آنے والا نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اب کوئی شخص نہیں آئے گا جس کا قول و فعل شریعت قرار پائے۔ یا جو تہذیب و تمدن کے نئے پیمانوں کی تشریح کرے مگر اس کے یہ معنے بھی نہیں کہ اجتہاد کی طرفہ طرازیاں باقی نہیں رہیں۔ ولایت کو انہیں معنوں میں ابن عربی رح از راہ تجوز نبوت عامہ سے تعبیر کرتا ہے کہ اس کے فرائض میں نقد و تحقیق کے پیمانوں کو دریافت کرنا یا بذریعہ کشف یا نیا الہی ہے کہ جن کی مدد سے معاشرہ کی پیچیدگیوں کو حل کیا جائے۔

"فابقی لھم النبوۃ العامۃ التی لا تشریع فیھا وابقی لھم التشریع فی الاجتھاد فی ثبوت الاحکام"

(فتوحات مکیہ ص ۳۵
از فصوص الحکم ابن عربی)

یعنی خدا نے ختم نبوت کے بعد ان کے لئے نبوت عامہ کی نعمت کو باقی رکھا ہے جس میں کہ تشریع کے لوازم نہیں ہوتے ہاں ان کے لئے جس تشریع کو باقی رکھا ہے وہ وہ ہے جس کا تعلق اجتہاد اور مجتہد سے ہے کہ جس کو وہ ثبوت احکام کے سلسلہ میں کام میں لاتا ہے"۔

(رسالہ ثقافت مئی ۶۵ ۱۹ء
ص ۳۲)

قوت ایمانی

"نوجوان اپنی اصلاح کریں"

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اعمال کی توفیق رفتہ رفتہ ملتی ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ جب تک ایمان قوی نہ ہو کچھ نہیں ہوتا۔ جس قدر ایمان قوی ہوتا ہے اسی قدر اعمال میں بھی قوت آتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر یہ قوت ایمانی پورے طور پر نشو و نما پا جاوے تو پھر ایسا مومن شہید کے مقام پر ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی امر اس کے سد راہ نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنی عزیز جان تک دینے میں بھی تامل اور دریغ نہ کرے گا"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"چونکہ یہ تحریک (تحریک جدید) ایک سال یا دو سال یا دس سال کے لئے جاری نہیں کی گئی بلکہ اس کے بعد بیس اور بیس کے بعد تیس اور تیس کے بعد چالیس سالوں تک اور اس کے بعد تک چلی جائے گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ نوجوان جوش اور اخلاص کے ساتھ دین کے لئے قربانیاں کریں اور پہلی طرح پرانی فوج سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کرتی چلی جائے اور نسلاً بعد نسلٍ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ

نوجوان اپنی اصلاح کریں

. . . . حالانکہ ہماری کوشش تو یہ ہونی چاہیئے کہ ہماری ہر دوسری نسل پہلی سے ترقی یافتہ ہو اور پہلوں سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کرے۔ اور اپنے جوش اور اخلاص کا مظاہرہ کرے۔ یہ نمونہ جو نئی فوج کے مجاہدین (مجاہدین دفتر دوم) نے دکھلایا ہے۔ نہایت خطرناک نتائج پیدا کرنے والا ثابت ہوگا۔ پس میں جماعت کے نوجوانوں کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ تحریک جدید کی اہمیت کو سمجھیں اور خدا تعالیٰ کی طرف جو عظیم الشان ذمہ واریاں ان پر عائد ہوتی ہیں ان پر غور کریں۔ اور جو پہلے سے اس جہاد میں حصہ لے رہے ہیں وہ پہلے سے بڑھ چڑھ کر قربانیاں کریں۔ اور نوجوانوں کی وجہ سے اب تک اس جہاد میں حصہ نہیں لے سکے وہ اب وعدے لکھائیں اور جہاں تک ان سے ممکن ہو سکے زیادہ سے زیادہ قربانی کریں"۔

(خطبہ جمعہ ۱۴ دسمبر ۱۹۴۶ء)

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ بیس سالہ پرانا خطبہ آج بھی اسی طرح توجہ سے پڑھ کر عمل کرنے کے قابل ہے اور جن حالات کا ذکر حضور نے ۱۹۴۶ء میں کیا تھا۔ وہی حالات اس وقت دفتر دوم کے ہیں گویا ۲۰ سال کے بعد بھی نوجوانوں نے تحریک جدید کے لئے کوئی خاص معیار قائم نہیں کیا جو بہرحال ان کی توجہ کے قابل ہے۔

پس میں جملہ احباب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی اپنی ذمہ واری کا احساس کریں اور فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

ولادت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل حضرت امیر المومنین اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں کی برکت سے ۲۰ جولائی کو بعد خاکسار کو لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

خاکسار مرزا شریف احمد از سنگلوہ

نوٹ: مکرم مرزا صاحب نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپیہ اعانت بدر میں ارسال فرمائے ہیں۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء (ادارہ)

اخویم سید برکات احمد صاحب کا تبادلہ اور درخواست دعا

اخویم مکرم سید برکات احمد صاحب دہلوی عرصہ تین سال تک آسٹریلیا میں ہندوستانی سفارتخانہ میں کام کرنیکے بعد سوئٹزرلینڈ تبدیل ہو گئے ہیں۔ موصوف مورخہ ۲۱/۷ کو سوئٹزرلینڈ جاتے ہوئے مع اہل و عیال ایک گھنٹہ کے لئے دہلی ایئرپورٹ پر رکے۔ آپ سے ملاقات کیلئے جماعت احمدیہ دہلی کے احباب۔ آپکے بعض عزیزہ، مکرم حکیم عبدالحمید صاحب متولی ہمدرد دوا خانہ دہلی اور دیگر دوست ہوائی اڈہ پر موجود تھے۔ ایک گھنٹہ کے قیام کے بعد آپ سوئٹزرلینڈ کیلئے روانہ ہو گئے۔

آسٹریلیا میں پچھلے دنوں آپ کو دل کا شدید دورہ ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور آپ کو دوبارہ زندگی عطا فرمائی لیکن اس دورہ کے نتیجہ میں آپکی صحت پر گہرا اثر ہوا ہے۔ احباب کرام سے آپکی صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے نیز دعا فرماویں کہ یہ تبادلہ آپکے لئے آپکے خاندان کیلئے اور جماعت کیلئے مبارک ثابت ہو۔ خاکسار بشیر احمد انچارج احمدیہ مسلم مشن دہلی

وصایا

نوٹ: - وصیتیں منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی وصیت کے بارہ میں کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دی جائے۔ ——— (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۳۴۸۹ - میں بی۔ ایم خلیل احمد ولد بی۔ ایم بشیر احمد صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۱۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بنگلور ڈاک خانہ خاص ضلع بنگلور صوبہ میسور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۱۳ ۶/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرے والد صاحب بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں۔ میں اپنے والد صاحب کی تجارت کے کام میں ان کا معاون ہوں اور مجھے اپنے والد صاحب کی طرف سے مبلغ پچاس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اس کے یا آئندہ جو آمد اور جائداد پیدا کروں اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد بی۔ ایم خلیل احمد موصی

گواہ شد بی۔ ایم نثار احمد صاحب ولد بی۔ ایم بشیر احمد صاحب برادر موصی ۱۳ ۶/۶۴

گواہ شد والد موصی بی۔ ایم بشیر احمد صاحب ولد محمد موسےٰ رضا صاحب بی۔ ایم نثار اینڈ کمپنی ۲۶ نیو مارکیٹ بنگلور ۲

وصیت نمبر ۱۳۴۹۰ - بی۔ ایم نثار احمد ولد بی۔ ایم بشیر احمد صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بنگلور ڈاک خانہ خاص ضلع بنگلور صوبہ میسور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ ۶/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں۔ میں اپنے والد صاحب کی تجارت میں ان کا معاون ہوں۔ مجھے والد صاحب کی طرف سے مبلغ پچاس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میری اور کوئی آمد نہیں ہے۔ میں اپنی مذکورہ بالا آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت جو جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد بی۔ ایم نثار احمد موصی۔

گواہ شد مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی حال وارد بنگلور ۱۳ ۶/۶۴

گواہ شد بی۔ ایم بشیر احمد صاحب ولد محمد موسےٰ رضا صاحب والد موصی۔ بی۔ ایم نثار اینڈ کمپنی ۲۶ نیو مارکیٹ بنگلور ۲

وصیت نمبر ۱۳۴۹۱ - بی۔ ایم داؤد احمد ولد بی۔ ایم بشیر احمد صاحب قوم احمدی پیشہ طالب علمی بی۔ اے عمر ۱۸ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن بنگلور ڈاک خانہ خاص ضلع بنگلور صوبہ میسور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ ۶/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرے والد صاحب بفضلہ تعالیٰ زندہ ہیں۔ میں اس وقت بی۔ اے کا طالب علم ہوں مجھے اپنے والد صاحب کی طرف سے دس روپے ماہانہ جیب خرچ ملتا ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری آئندہ آمدنی اور جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وفات پر میری جو جائداد ثابت ہوگی۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد بی۔ ایم داؤد احمد صاحب ۱۳ ۶/۶۴

گواہ شد مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی حال وارد بنگلور ۱۳ ۶/۶۴

گواہ شد بی۔ ایم بشیر احمد صاحب ولد محمد موسےٰ رضا صاحب بی۔ ایم نثار اینڈ کمپنی ۲۶ نیو مارکیٹ بنگلور ۲ ۱۳ ۶/۶۴

وصیت کے ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا گیا ہے

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶؍ اگست ۱۹۳۲ء میں فرماتے ہیں:-

"تیسرا مسئلہ وصیت کا ہے یہ خدا نے ہمارے لئے ایک نہایت ہی اہم چیز رکھی ہے اور اس ذریعہ سے جنت کو ہمارے قریب کر دیا ہے پس وہ لوگ جن کے دل میں ایمان اور اخلاص تو ہے مگر وہ وصیت کے بارے میں سستی دکھلاتے ہیں۔ میں انہیں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ وصیت کی طرف جلدی بڑھیں اپنی سستیوں کی وجہ سے دیکھا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے مخلص فوت ہو جاتے ہیں۔ ان کو آج کل موت آجاتی ہے پھر دل کڑھتا ہے اور حسرت پیدا ہوتی ہے کہ کاش یہ بھی مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے۔ مگر دفن نہیں کئے جا سکتے۔ سب کے دل ان کی موت پر محسوس کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مخلص تھے اور اس قابل تھے کہ دوسرے مخلصین کے ساتھ دفن کئے جاتے۔ مگر ان کی ذراسی غفلت اور ذراسی سستی اس میں حائل ہو جاتی ہے۔ پھر سینکڑوں ہماری جماعت میں ایسے لوگ موجود ہیں۔ جو دسویں حصہ سے زیادہ چندہ دیتے ہیں۔ مگر وہ وصیت نہیں کرتے ایسے دوستوں کو بھی چاہیئے کہ وصیت کریں۔ بلکہ ایسے دوستوں کے لئے تو کوئی مشکل ہے ہی نہیں۔ پھر کئی ایسے ہیں جو پانچ پیسے یا چھ پیسے فی روپیہ چندہ دے رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر دمڑی یا دھیلہ انہیں وصیت سے محروم کر رہا ہوتا ہے۔ غرض تھوڑے تھوڑے تھوڑے پیسوں کے فرق کی وجہ سے ہماری جماعت کے ہزاروں ہزار آدمی وصیت سے محروم ہیں۔ اور جنت کے قریب ہوتے ہوئے اس میں داخل نہیں ہو۔ تو پھر بعض لوگ مرض الموت میں وصیت کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ وصیت منظور ہی نہیں ہوتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے ناپسند فرمایا ہے۔ وصیت وہی ہے جو حیات اور تندرستی میں کی جائے۔ اور غیر مشتبہ ہو۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ جو وصیت کے برابر چندہ دیتے ہیں ایسے سینکڑوں آدمی ہیں وہ حساب لگا کر وصیت کر دیں۔ بعض اگر غور کریں تو انہیں معلوم ہوگا کہ صرف ایک پیسہ زیادہ چندہ دینے سے ان کے لئے جنت کا وعدہ ہو جاتا ہے۔ پس جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ وصیت کریں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا۔ تو جو شخص وصیت کرتا ہے اسے متقی بنا بھی دیتا ہے"

خاکسار ناظر بیت المال قادیان

ولادت

مکرم قریشی سعید احمد صاحب درویش کے ہاں مورخہ ۲؍ ۶۵ کو دوسری بچی تولد ہوئی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے عزیزہ کا نام زکیہ بیگم تجویز فرمایا ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو نیک صالحہ اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے۔ آمین۔

(ایڈیٹر)

خبریں

چندی گڑھ ۲۶ رجولائی ۔ پنجاب سرکار کے محکمہ صحت کی مشاورتی کمیٹی ۔ نے مرکزی وزارت صحت کو سفارش کی ہے کہ دلیش بھر کے تمام میڈیکل کالجوں میں متعلقہ صوبوں سے باہر کے طلباء کے لئے ۵ فیصدی نشستوں کی تخصیص کی جانی چاہیئے اس وقت پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں داخلہ سارے بھارت کے طلباء کے لئے کھلا ہے ۔ اور اکثر بار دوسرے صوبوں کے بہت سے قابل طلباء نے یہاں داخلہ لے لیا ہے اور پنجاب کے وہ قابل طلباء بھی رہ گئے ہیں جو آسانی سے داخلہ حاصل کر سکتے تھے ۔ بشرطیکہ مقابلہ پنجاب کے طلباء تک محدود رہتا ۔ اس صورت حال کے پیش نظر مشاورتی کمیٹی نے پنجاب سرکار سے بھی سفارش کی ہے کہ وہ باہر کے طلباء کے داخلہ پر پابندی لگا دے اور باہر کے طلباء کا داخلہ کل نشستوں سے پانچ فیصد تک محدود رہنا چاہیئے ۔

نئی دہلی ۲۶ رجولائی ۔ پردھان منتری شری لال بہادر شاستری بنگلور میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کرنے کے بعد آج دوپہر نئی دہلی پہنچ گئے ۔ آپ نے پالم کے ہوائی اڈہ پر اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے امید ظاہر کی کہ گوا کے متعلق ایسا حل ڈھونڈھنا ممکن ہوگا ۔ جو تمام متعلقہ فریقوں کے لئے قابل قبول ہو ۔ اُنہوں نے کہا کہ اس بنیادی بات پر کوئی اختلاف نہیں ہے ۔ کہ گوا کے لوگوں کی خواہشات معلوم کرنے کے لئے چناؤ کرایا جائے ۔ اس لئے تفصیل بعد میں طے کی جا سکتی ہیں ۔ آپ نے کہا کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی بنگلور سیشن میں دو اہم ریزولیوشن پاس کئے گئے ہیں جن کا مقصد سرکار اور پارٹی کی سطح پر بعض مسائل سے نپٹنا ہے ان کا بنیادی مقصد ملک کے اندر نیز کانگریس جماعت کے اندر اتحاد کا تحفظ کرنا اور اُسے برقرار رکھنا ہے ۔

کراچی ۲۶ رجولائی ۔ پاکستان سرکار نے امریکی انفارمیشن سروس کو حکم دیا ہے کہ خارجہ پالیسی کے متعلق پاکستانی رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے کی جاری سروے بند کر دی جائے انفارمیشن سروس پاکستانیوں سے امریکہ ، چین روس ، مصر اور انڈونیشیا کے متعلق سوالات پوچھتی تھی اور یہ دریافت کرتی تھی کہ وہ کسے پاکستان کا بہترین دوست اور بدترین دشمن سمجھتے ہیں ۔ پاکستان کا دفتر خارجہ سفارت خانوں اور بین الاقوامی ایجنسیوں کو بھی ایک سرکلر جاری کر رہا ہے جس میں اُنہیں کہا گیا ہے کہ وہ پاکستان کی پالیسی کے اہم پہلوؤں کے بارے میں رائے عامہ کا سروے نہ کریں ۔ یہ امریکہ کے خلاف جذبہ بڑھنے کے بعد کیا گیا ہے ۔ صدر جانسن کے پاکستان کو امداد روکنے پر پاکستان میں امریکہ کے خلاف زبردست ناراضگی پھیل گئی ہے ۔

جے پور ۲۶ رجولائی ۔ اطلاع ملی ہے کہ پنجاب پولیس کی ایک پارٹی کیرون قتل کیس کے ایک ملزم ناہر سنگھ فوجی کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہو گئی ۔ اسے کل رات راجستھان کے مقام ہنومان گڑھ سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر واقع گاؤں وصفی جنتا سنگھ میں گرفتار کیا گیا ۔

ٹریونڈرم ۲۶ رجولائی ۔ آج جب مرکزی ہوم منسٹر شری گلزاری لال نندہ کیرل کے متعلق پارلیمنٹ میں مشاورتی کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کرنے کے لئے ٹریونڈرم پہنچے تو بایاں بازو کمیونسٹوں کی تین چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں تھے ، جنہوں نے ان کے خلاف کالی جھنڈیوں سے مظاہرہ کیا ۔ ہوائی اڈہ سے صرف چند فرلانگ کے فاصلہ پر ریڈیو کے علاقہ میں بیس کے قریب بایاں بازو کمیونسٹوں نے آپ کو کالی جھنڈیاں دکھائیں ۔ اور "نندہ واپس جاؤ" "امریکن ایجنٹ نندہ گو بیک" "جمہوریت کے قاتل نندہ مستعفی ہو جاؤ" "سرمایہ داروں کے پٹھو نندہ گدی چھوڑ دو" "بایاں بازو کمیونسٹ نظر بندوں کو رہا کرو ۔ اور جیلوں کے دروازے کھول دو" کے نعرے لگائے ۔

افریقہ میں اسلام کی مقبولیت

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

تمام فرقوں میں یہی ایک جماعت ہے ، جس نے اپنے مشن افریقن مسلمان قبائل میں قائم کئے ہیں ۔"

پھر افریقہ میں احمدیہ جماعت کی تبلیغ کے جو شاندار نتائج نکل رہے ہیں ان کا ذکر مشہور افریقن اخبار (Tanganyika Standard) نے یکم نومبر ۱۹۵۵ء میں اس طرح کیا :-

"عیسائیت کی گرفت افریقہ میں کمزور ہوتی جا رہی ہے ۔ ابتداء میں چرچ کو افریقہ میں جو مشکلات اُٹھانی پڑی تھیں اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر کٹھن کام چرچ کو آجکل درپیش ہے کہ وہ لوگوں کو عیسائیت پر کس طرح قائم رکھے افریقنوں کی عیسائیت سے بیزارگی اسی طرح بڑھتی رہی تو اندیشہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کی آغوش میں چلے جائیں گے ۔"

الغرض یہ ہے احمدی مبلغین کی شب و روز کی بے لوث خدمات کا واضح نتیجہ اور یہ تاریک براعظم میں اسلام کی ضیا پاشیاں ! اور ابھی تو یہ ابتداء ہے !! وہ وقت آتا ہے جبکہ دنیا بڑھ کر اسلام کی مقبولیت اور اس کے روحانی غلبہ کے اثرات بچشم خود مشاہدہ کرے گی !! وما ذالک علی اللہ العزیز ۔

یوم رحمۃ للعالمین

(بقیہ صفحہ اوّل)

تقریریں کروائی جایا کریں تو اوّل اوّل غیر احمدی علماء نے سخت مزاحمت یا لیہ کیا ہو گا کہ اس پاک مقدس سٹیج پر جہاں رسول پاک صلعم کی سیرت و سوانح بیان کی جاتی ہے کافر آکر تقریریں کریں ! اور سٹیج کو ناپاک کریں !! حتیٰ کہ بعض کفرساز ملاؤں نے اس بنا پر احمدیوں پر کفر کا فتوےٰ بھی لگایا تھا ۔

لیکن تعمیر ملت کے اس عظیم جلسہ میں اس مقدس و پاک سٹیج پر ایک مقدس مشنری مان پر ہانند ریڈی کو خطاب کرنے کا موقعہ دیا گیا ۔ اور یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ احمدیہ جماعت کے پیش کردہ اصول پختہ تھے اور اسلامی روایات کے عین مطابق اور کس طرح حالات کی تبدیلی نے مخالفین کو عظیم روایات کو قبول کرنے پر مجبور کر دیا ! سچ ہے کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی ان اللہ قوی عزیز ۔

آخر میں مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدر آباد ، مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ اور مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اور جملہ خدام کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے خاکسار کے ساتھ اس سلسلہ میں ہر قسم کا تعاون کیا ہے ۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء ۔